

پاکستان کا بینکاری نظام Banking System of Pakistan

پاکستان کا بینکاری نظام مندرجہ ذیل پر مشتمل ہے:

- 1- پاکستان کا مرکزی بینک یعنی سٹیٹ بینک آف پاکستان (State Bank of Pakistan)۔
- 2- پانچ سرکاری بینکوں میں یعنی فیصل بینک آف پاکستان، فرسٹ ویمن بینک لیمنڈ، وی بی بینک آف خیبر اور دی بینک آف پنجاب اور سندھ بینک لیمنڈ۔
- 3- چار خصوصی (Specialized) شیڈیولڈ بینک یعنی پنجاب پراونشل کوآپریٹو بینک، زرعی ترقیاتی بینک لیمنڈ، ایس ایم ای (SME) بینک لیمنڈ اور انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بینک آف پاکستان لیمنڈ۔
- 4- تیس ملکی پرائیویٹ بینک جن میں یہ شامل ہیں: یونائیٹڈ بینک لیمنڈ، حبیب بینک لیمنڈ، مسلم کرشل بینک لیمنڈ، الائیڈ بینک لیمنڈ، بینک الفلاح لیمنڈ، میزان بینک، بینک اسلامی پاکستان لیمنڈ، عسکری بینک لیمنڈ، دینی اسلامک بینک پاکستان لیمنڈ وغیرہ۔
- 5- بیجے غیر ملکی بینک (Foreign Banks) مثلاً عمان انٹرنیشنل بینک، بینک آف ٹوکیو، بی بی بینک وغیرہ۔
- 6- آٹھ ترقیاتی مالیاتی ادارے (Development Financial Institutions) مثلاً پاک کویت انوسٹمنٹ کمپنی آف پاکستان لیمنڈ، سعودی پاک انڈسٹریل اینڈ اینڈریج ٹیکچرل انوسٹمنٹ کمپنی (پرائیویٹ) لیمنڈ، پاک-ایران جوائنٹ انوسٹمنٹ کمپنی لیمنڈ، پاک-بروٹائی انوسٹمنٹ کمپنی لیمنڈ، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن لیمنڈ وغیرہ۔
- 7- آٹھ چھوٹے قرضے دینے والے بینک مثلاً خوشحالی بینک، دی فرسٹ مانگرو فنانس بینک لیمنڈ، روزگار مانگرو فنانس بینک لیمنڈ، تعمیر مانگرو فنانس بینک لیمنڈ وغیرہ۔

تمام بینکوں کی شاخوں کی مجموعی تعداد 2011ء میں 9,908 تھی۔

سٹیٹ بینک آف پاکستان (State Bank of Pakistan):

یہ پاکستان کا مرکزی بینک ہے اور وہ تمام فرائض انجام دیتا ہے جو کسی ملک کے مرکزی بینک کے ذمے ہوتے ہیں۔ مثلاً نوٹ جاری کرنا، حکومت کے لئے بینک کا کام کرنا، ملک کے بینکاری نظام کو منضبط کرنا اور اعتباری زر کی مقدار کو ضبط ضرورت پھیلا نایا سیکڑنا۔ اس بینک کا منسلک حال ہم اگلے صفحات میں بیان کریں گے۔ یہاں ہم تجارتی بینکوں کا ذکر کرتے ہیں:

تجارتی بینک (Commercial Banks):

پاکستان کے تجارتی بینک شیڈیولڈ (یا فہرستی) بینک ہیں، یعنی ان کے نام سٹیٹ بینک آف پاکستان آرڈر 1948ء کی فہرست میں درج ہیں۔ ملک کا پورا بینکاری نظام سٹیٹ بینک آف پاکستان کی ہدایات کے تحت اپنی پالیسی بناتا ہے۔ اس وقت ملکی کرشل شیڈیولڈ بینکوں کی کل تعداد 48 ہے اور غیر ملکی بینک جیسے ہیں قانونی طور پر تجارتی بینک اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنے میعاد اور غیر میعاد و واجبات (Liabilities) کا سات فیصد سٹیٹ بینک کے پاس "زر محفوظ" (Cash Reserve) کے طور پر رکھیں۔ اس کے دو مقاصد ہیں: اول، عوام کی

معروضی (Objective)

سوال نمبر 3: ہر سوال کے ایک سے زیادہ جوابات دیئے گئے ہیں ان میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

- (i) ذرائع نقل و حمل میں یہ شامل ہیں:

(A) ٹیلیفون	(B) فیکس	(C) سڑکیں ✓	(D) ریلوے
-------------	----------	-------------	-----------
- (ii) لاہور، اسلام آباد کے درمیان موٹروے اس سال مکمل ہوا۔

(A) جون 1992ء	(B) دسمبر 1994ء	(C) جولائی 1995ء	(D) اکتوبر 1997ء
---------------	-----------------	------------------	------------------
- (iii) خشک گودیوں سے مراد ہے:

(A) ہوائی اڈے	(B) موٹروے	(C) بری بندرگاہیں ✓	(D) ریلوے
---------------	------------	---------------------	-----------
- (iv) سب سے پہلی ڈرائی پورٹ یہاں قائم ہوئی:

(A) ملتان	(B) لاہور ✓	(C) کوئٹہ	(D) پشاور
-----------	-------------	-----------	-----------
- (v) ذرائع خبر رسانی میں یہ شامل ہیں:

(A) ریلوے ✓	(B) ریلوے	(C) سڑکیں	(D) ہوائی جہاز
-------------	-----------	-----------	----------------
- (vi) محنت کی پیداوار سے متعلق دار و مدار اس پر ہے:

(A) راس المال	(B) منڈی کے حالات	(C) ذہنی قابلیت ✓	(D) قیمتوں کا معیار
---------------	-------------------	-------------------	---------------------
- (vii) محنت کی نقل و پیری کی اتنی اقسام ہیں:

(A) 2	(B) 3	(C) 4 ✓	(D) 5
-------	-------	---------	-------
- (viii) آبادی کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں اس نمبر پر ہے:

(A) چوتھا بڑا ملک	(B) چھٹا بڑا ملک ✓	(C) آٹھواں بڑا ملک	(D) دواہواں بڑا ملک
-------------------	--------------------	--------------------	---------------------
- (ix) پاکستان میں اس وقت تقریباً اتنے افراد بے روزگار ہیں:

(A) تیس لاکھ	(B) تیس لاکھ	(C) سینتیس لاکھ ✓	(D) پچاس لاکھ
--------------	--------------	-------------------	---------------
- (x) ایک نیچر کا دوسرے سکول میں تبادلہ ہو جائے تو یہ ہے:

(A) عمودی نقل و پیری	(B) افقی نقل و پیری ✓	(C) پیشہ دارانہ نقل و پیری	(D) عمودی نقل و پیری
----------------------	-----------------------	----------------------------	----------------------
- (xi) کونسا بینک ہنڈیوں کو دوبارہ لگاتا ہے:

(A) مسلم کرشل بینک	(B) تجارتی بینک	(C) بچت بینک	(D) مرکزی بینک ✓
--------------------	-----------------	--------------	------------------
- (xii) کوئی مدد کا تعلق مواصلات شعبہ سے ہے؟

(A) دفاع	(B) صحت عامہ	(C) پولیس	(D) ریلوے ✓
----------	--------------	-----------	-------------
- (xiii) پاکستان کا درجہ ذیل پانچ سالہ منصوبہ کیا مالیاتی سے بہکنا ہوا:

(A) دوسرا ✓	(B) آٹھواں	(C) تیسرا	(D) چوتھا
-------------	------------	-----------	-----------
- (xiv) ایک کلرک کا ترقی پا کر نیچر بننا کہلاتا ہے:

(A) عمودی حرکت پیری	(B) افقی حرکت پیری ✓	(C) معاشرتی حرکت پیری	(D) پیشہ دارانہ حرکت پیری
---------------------	----------------------	-----------------------	---------------------------



امانتوں کو تحفظ دینا اور دوام کرڈٹ کنٹرول کرنے کے لئے اسے بطور ہتھیار استعمال کرتا۔

اگر کوئی بینک اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرے تو سزا کے طور پر اس سے "بینک ریٹ" (یعنی دو شرح سود جس پر اسٹیک بینک عام بینکوں کو قرضہ دیتا ہے) سے زیادہ شرح سود وصول کیا جاتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ قانون کی نروسے عام بینکوں کے جو بھتایا جات سٹیک بینک کے پاس محفوظ رہتے ہیں ان پر کوئی سود نہیں دیا جاتا۔

قرضوں کی تقسیم:

بینکوں نے مختلف شعبوں کو قرضہ دیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے: سب سے زیادہ قرضہ صنعتی شعبے کو دیا گیا۔ اس کے بعد زراعت، تجارت، مواصلات اور تعمیرات کے شعبوں کو، نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ابتدا میں زرعی شعبہ کو کم قرضہ ملتا تھا، لیکن بعد میں اس میں سرعت سے اضافہ ہوتا گیا ہے، مثلاً 1970ء میں اسے 98 کروڑ روپے قرضہ دیا گیا، جب کہ 2010ء میں ساڑھے چھ ارب روپے۔

2011ء میں تمام بینکوں کی شاخوں (Branches) کی مجموعی تعداد 9,908 تھی۔ ان کے کل اثاثے (Assets) 7,138 بلین (ارب) روپے تھے اور جمع شدہ امانتوں کی مالیت 5,450 بلین (ارب) روپے۔ نیز دیے گئے قرضوں کی مالیت 3,349 بلین روپے تھی جبکہ صافی سرمایہ کاری (Net Investment) کا حجم 2,142 بلین روپے تھا۔

قرضوں کی نادرستگی (Default):

بینکوں کو دیئے ہوئے قرضوں سے متعلق پاکستان بینکنگ کونسل کے حکام نے واضح کیا کہ 1950ء کی دہائی میں واجب الادا قرضوں کی مالیت گیارہ ارب روپے تھی جو بڑھ کر 1988ء میں 83 ارب روپے ہو گئی جو انہیں واپس نہیں کئے گئے تھے۔ 2005ء میں بینکوں کا قرضہ بھی شعبہ کے ذمہ تین کھرب پینتیس ارب روپے تھا۔ "پاکستان کے بعض یا اثر لوگ بینکوں سے کثیر مقدار میں قرضہ لے کر اور معاف کر کے ہضم کر چکے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق مئی 1996ء تک پاکستان میں بینکوں اور مالیاتی اداروں سے حاصل کردہ قرضوں کی مالیت 100 ارب (ایک کھرب) روپے تک جا پہنچی، جن کی واپسی کا سرے سے کوئی امکان نہیں۔"

عام بینکوں بالخصوص قومیائے گئے بینکوں کی سست رفتار ترقی اور کم نفع آوریت (Profitability) کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بینکوں نے تاجروں کو جو قرضے جاری کئے ان میں سے کثیر قرضے واپس نہیں لے، بلکہ ڈیفالٹ ہو گئے۔ ان حالات میں کمرشل بینکوں کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ "قومی ادارہ پرمسٹش" یعنی نیب (National Accountability Bureau: NAB) کے مشورہ سے نادرستگان (Defaulters) سے واجب الادا رقم کا دس تا تیس فیصد رقم نقد وصول کر کے باقی ماندہ رقم کے لئے مہلت دے دی جائے۔ جہاں تک غیر فعال قرضوں (Non-Performing Loans: NPL) کا تعلق ہے (یعنی ایسے قرضے جن سے سود یا مارک اپ حاصل نہیں ہوتا) ان کی رقم دسمبر 2010ء میں 548 بلین روپے تھی۔ ڈیفالٹ (یعنی نادرست) قرضوں کی رقم 185.22 بلین روپے تھی جس میں سے صرف 18.9 فیصد قرضے واپس ہوئے۔

حکومت نے صنعتوں کو دیئے جانے والے "چھوٹے قرضوں" کی تعریف اگست 1979ء میں یوں کی: "چھوٹے قرضے وہ قرضے ہیں، جو ایسے صنعتی اداروں کو دیئے جائیں (جن میں کامیج صنعتیں بھی شامل ہیں) جن کے معینہ اثاثوں کی مالیت (زمین اور عمارت کے سوا) تین لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو۔" زراعت کے لئے دیئے جانے والے چھوٹے قرضوں کی تعریف یوں کی گئی ہے: "ایسے قرضے جو ان کسانوں کو دیئے جائیں جن کی ملکیتی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ نہ ہو۔"

پاکستان کے چند اہم تجارتی بینکوں اور مالی اداروں کے کوائف حسب ذیل ہیں:

نیشنل بینک آف پاکستان (National Bank of Pakistan):

تنام:

یہ حکومت اور عوام کے مشترکہ سرمائے سے نیم سرکاری کمرشل بینک کی حیثیت سے نومبر 1949ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا منظور شدہ سرمایہ اڑھائی ارب روپے ہے اور ادا شدہ سرمایہ 146 کروڑ روپے۔ جنوری 1974ء سے قبل اس کے پچیس فیصد حصص حکومت کی ملکیت تھے اس کے علاوہ باقی عام لوگوں کے۔ لیکن جنوری 1974ء میں قومی حویل میں آنے کے بعد اس بینک کے باقی حصے بھی وفاقی حکومت کی ملکیت میں منتقل ہو گئے۔ اور پرانے ڈائریکٹروں کے بورڈ کو ختم کر کے وفاقی حکومت نے ایک ایگزیکٹو بورڈ قائم کر دیا جو ایک صدر اور چار رکان پر مشتمل ہے۔ اب یہی بورڈ بینک کے معاملات کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کا صدر دفتر (Head Office) کراچی میں ہے۔

نیشنل بینک کے فرائض (Functions):

اس بینک کے فرائض حسب ذیل ہیں:

1. سرکاری خزانے کی وصولیوں اور ادائیگیوں کے لئے سٹیک بینک آف پاکستان کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔

2. جہاں سٹیک بینک کا دفتر نہ ہو، وہاں نیشنل بینک سرکاری خزانہ (Treasury) کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

3. سرکاری شعبے میں ہونے والی تجارت (State Trading) کے لئے مالیات بہم پہنچاتا ہے۔

4. غیر ملکی منڈیوں اور تسمکات کی خرید و فروخت کرتا ہے اور ان پر بند لگاتا ہے۔

5. عوام سے معیادی، غیر معیادی اور بچت فنڈ کی امانتیں وصول کرتا ہے۔

6. درآمدی و برآمدی تجارت کے لئے قرضے دیتا ہے۔

7. نیشنل انوسٹمنٹ (ایونٹ) ٹرسٹ کا ٹرسٹی (ایمن) ہے۔

یہ عوام ایک سال سے زیادہ مدت کے لئے قرضے نہیں دیتا، البتہ چھوٹے اور درمیانے درجے کی صنعتوں کو پانچ سال کے عرصہ کے لئے قرضے دے دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں ان چیزوں کی ضمانت لیتا ہے: اشیاء کا سٹاک، اشیاء و جائیداد کی دستاویزات، مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص، سرکاری کفالتیں، بیر پالیسیاں، امانتیں، سونا، چاندی اور زیورات وغیرہ۔

نیشنل بینک کی کارکردگی (Performance):

اس بینک کی کارکردگی مندرجہ ذیل باتوں سے ظاہر ہوتی ہے:

1. ملک کے دیگر تجارتی بینکوں میں نیشنل بینک کو امتیازی حیثیت حاصل ہے کیونکہ دیگر تجارتی بینکوں کے مقابلہ میں نیشنل بینک کے پاس امانتوں، اس کے جاری کردہ قرضوں اور سرمایہ کاری کا حجم زیادہ ہوتا ہے۔

2. عام لوگوں میں پس اندازی کی عادت ڈالنے اور چھوٹی بچتوں کو کارآمد بنانے کے لئے اس نے کئی سکیمنیں جاری کی ہیں۔

3. صنعتی ضروروں میں بچت کی عادت ڈالنے کے لئے بینک نے مختلف کارخانوں میں بنکاری کی بوتلیں مہیا کی ہیں۔

4. اس بینک نے اپنے عملہ اور افسروں کی استعداد کا بہتر بنانے کے لئے تربیتی کورس کروائے ہیں۔

5. نئے نئے کاروبار کو سرمایہ بہم پہنچانے کے علاوہ، بینک ان مقاصد کے لئے بھی قرضہ دیتا ہے، مثلاً زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے، کم قیمت کے مکان بنانے کے لئے، چھوٹے پیمانے کے کاروبار اور صنعت کے لئے۔

6. مارچ 1972ء میں اس بینک نے ایک زرعی قرضہ کارپرویکٹ (Agricultural Credit Project) شروع کیا۔ اس کا صدر دفتر لاہور میں ہے۔ اس کے تحت کسانوں کو پیداوار، ترقیاتی اور فروش کاری مقاصد کے لئے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ اس وقت اس

پروجیکٹ کے تحت 2,100 دیہات کے بچپن بزرگ کاشت کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

7- بینک نے دیہاتی قرضہ پروگرام اور تعلیم کے لئے قرضہ حتمی سکیم بھی شروع کر رکھی ہے۔ بینک کی کل شاخیں 1,267 ہیں۔

زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (Zarai Traqati Bank Limited: ZTBL):

یہ بینک فروری 1961ء میں قائم کیا گیا، اس کا منظور شدہ سرمایہ 150 کروڑ روپے ہے اور ادا شدہ سرمایہ 135 کروڑ روپے۔ بینک کی عمرانی بارہ ڈائریکٹروں پر مشتمل ایک بورڈ کے ذریعے ہے، جس کا ایک صدر ہوتا ہے اور وہی بینک کا چیف ایگزیکٹو بھی ہے۔ صدر کے علاوہ بورڈ ان ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ وفاقی حکومت کے دو افسران، ایک سٹیٹ بینک کا، چار افسر صوبائی حکومتوں کے، اور چار غیر سرکاری ارکان، جو صوبائی حکومتوں کے مشورے سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس کا صدر مقام اسلام آباد میں ہے، اور ایک ذوق آتش کراچی میں۔ یہ بینک مندرجہ ذیل فرائض انجام دیتا ہے:

☆ زرعی مشینیں، لکھادیں، بیج، آلات اور جراثیم کش ادویات کا ذخیرہ رکھتا ہے، اور کاشت کاروں کو ادھار یا نقد فروخت کرتا ہے۔

☆ اپنے گاؤں کی امانتوں کے علاوہ زوریات، کفالتیں اور دستاویزات کی حفاظت کا کام بھی کرتا ہے۔

☆ زراعت پیشہ افراد اور اداروں کو قرضہ دیتا ہے۔

☆ سٹیٹ بینک اور دیگر اداروں سے قرضہ لیتا ہے۔

☆ دیہاتی عوام سے امانتیں وصول کرتا ہے۔

یہ بینک زراعت، باغبانی، جنگلات، ماہی گیری، پرورش حیوانات، مرغیاں پالنا، ڈیری کا کام، شہد کی مکھیاں اور شہم کے کیڑے پالنے کے لئے نقدی اور جس کی شکل میں قرضہ مہیا کرتا ہے۔ قرضہ طویل، اوسط اور قلیل مدت کے لئے دیا جاتا ہے۔ قلیل مدت قرضہ عموماً ایک سال کی مدت کے لئے ان مقامی خاطر دیا جاتا ہے، ملکی زرعی مشینری، ذرائع مواصلات اور زرعی آلات خریدنے کے لئے، موشیوں اور بھیڑ بکریوں کی پرورش کے لئے، ڈیری فارمنگ، پولٹری فارمنگ اور اصلاحی اراضی کے لئے۔ طویل مدت قرضہ پانچ سال سے زیادہ مدت کے لئے دیا جاتا ہے، تاکہ ترقیاتی کام مکمل کئے جاسکیں: مثلاً گوداموں کی تعمیر، کوئلہ شورج، برقی کمپنیوں کی خریداری، زراعت پر مبنی صنعتوں کے لئے، ٹیوب ویل نصب کرنے اور پھل دار درخت لگانے کے لئے۔ علاوہ ان میں اس نے ماڈل ویج سکیم (Model Village Scheme) اور دیہی بکر سکیم (Dehi Banker Scheme) بھی شروع کی۔ اس سکیموں کے تحت یہ بینک گاؤں کے عام کاشت کار تک بینکاری سہولتیں بہم پہنچاتا ہے۔ اس سلسلہ میں کاشت کاروں کے ساتھ ذاتی روابط قائم کئے جاتے ہیں اور ان سے مشورہ کے بعد زرعی قرضے منظور اور تقسیم کئے جاتے ہیں۔ یہ بینک سالانہ پانچ لاکھ کاشتکاروں کو قرضہ دیتا ہے۔ مارچ 2010ء تک اس نے 648 ملین (ارب) روپے قرضہ دیا۔ نیز ساڑھے پانچ لاکھ ڈیڑھ لاکھ ٹیوب ویل کے لئے قرضہ جاری کیا۔

پاکستان صنعتی ترقیاتی بینک (Industrial Development Bank of Pakistan):

یہ بینک یکم اگست 1961ء کو قائم ہوا۔ اس کا ادا شدہ سرمایہ 15 کروڑ 70 لاکھ روپے ہے جس میں سے اکاون فیصد حصے حکومت نے خرید رکھتے اور باقی بیسہ کچھ پنوں، بینکوں اور نجی افراد کی ملکیت تھے۔ قومی تجویز میں آ جانے کے بعد اس بینک کے نجی حصے بھی وفاقی حکومت کے ماتم منتقل ہو گئے۔ ادا شدہ سرمائے 56.59 فیصد سرمایہ وفاقی حکومت کا حصہ ہے، باقی صوبائی حکومتوں، سٹیٹ بینک، سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن، کراچی بندرگاہ کے ٹرسٹی، پاکستان انشورنس کارپوریشن، سرمایہ کاری کارپوریشن آف پاکستان اور نیشنل بینک کا ہے۔ اس بینک کے امور و معاملات کی نگرانی کے لئے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز قائم کیا گیا ہے، جس کا ایک صدر، ایک مینیجنگ ڈائریکٹر اور سات دیگر ارکان ہیں، جن میں سے وفاقی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ دو ڈائریکٹر اور ہر صوبائی حکومت کا نامزد کردہ ایک ایک رکن، بکراڈ کیونٹی لیٹڈ

کامیٹنگ ڈائریکٹر۔ صدر سمیت تمام ڈائریکٹروں کو وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ بینک کے امور و معاملات کو حکومت پاکستان کی فنانس ڈویژن کنٹرول کرتی ہے۔

صنعتی ترقیاتی بینک کے فرائض (Functions):

یہ چھوٹی اور اوسط درجہ کی صنعتوں کو لمبی مدت اور اوسط مدت کے لئے قرضہ دیتا ہے۔ نجی صنعتیں قائم کرنے کے لئے غیر ملکی کرنسی میں بھی مالیات فراہم کر سکتا ہے۔ ملک کے اندر یا ان ذرائع سے سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ سٹیٹ بینک سے قرضہ لیتا ہے، لوگوں سے امانتیں وصول کرتا ہے اور دیئے ہوئے قرضوں پر سود امانتیں کما تا ہے۔

اس بینک کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ چھوٹے اور درمیانے درجے کے صنعتی اداروں کی حوصلہ افزائی کرے، تاکہ معاشی ترقی کے فوائد نو واردوں تک بھی پہنچ سکیں۔ نیز نئے کارخانوں کے قیام میں بھی مدد دیتا ہے، اور ملک کے مختلف حصوں میں نقادوں کو گھٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ علاوہ ان فرائض دیتے وقت اس چیز کو پیش نظر رکھتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ صنعتوں پر پھیلا دیا جائے۔ اس سے ایک تو بینک کی طویل مدت سرمایہ کاری سے پیدا ہونے والے خطرات سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اور دوسرے، ملک میں صنعتی ترقی متوازن ہوتی ہے۔ یہ بینک ان صنعتوں کی ترقی کے لئے قرضہ دیتا ہے: زرعی خام مال کی تیار اشیاء بنانے والی صنعتیں، انجینئرنگ، مشینری، بجلی کا سامان اور کیسٹلری اشیاء کی صنعتیں، کان کنی، قدرتی گیس، کاغذ، مشینری، ربڑ کی مصنوعات، کپڑے، ٹرانسپورٹ، فلم سازی اور لکڑی کی اشیاء تیار کرنے والی صنعتیں۔

اس بینک کے دیئے ہوئے قرضے سے یہ فائدہ پہنچے ہیں: کئی نجی صنعتیں قائم ہوئی ہیں، صنعتی پیداوار بڑھ گئی ہے، قومی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے، ان صنعتوں کے قیام سے روزگار زیادہ ہوا ہے، ان کی مصنوعات کی برآمد سے زرمبادلہ حاصل ہوا ہے۔ قرضہ دینے کے علاوہ بینک صنعت کاروں کو نجی مشاوری خدمات بھی مہیا کرتا ہے۔ یہ جنوری 1985ء سے نفع و نقصان کے شرابھی طریقے پر عمل پیرا ہے۔

خوشحالی بینک (Micro Bank):

حکومت نے 2001ء میں ایک خوشحالی بینک قائم کیا تاکہ غریب لوگوں، بالخصوص غریب خواتین کو قرضے دیئے جائیں جس سے وہ کوئی چھوٹا موٹا کام کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اس بینک کے لئے حکومت نے ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) سے پندرہ کروڑ ڈالر کا قرضہ بھی لیا۔ جس کا کچھ حصہ لازماً دیہی علاقوں میں خواتین کو دیا جائے گا تاکہ "چھوٹے قرضہ کے شعبہ" کو تقویت دی جاسکے۔ علاوہ ان میں نجی شعبہ (Private Sector) کو بھی اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس قسم کے قرضے جاری کرنے والے بینک قائم کرے۔ اس سے غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کو ایسے بینک قائم کرنے کی ترغیب ملے گی۔

حکومت نے چھوٹے قرضے بہم پہنچانے والے شعبہ کا ترقیاتی پروگرام (Micro Finance Sector Development Programme: MSDP) بنایا ہے جس کے تحت قائم کیا گیا "خوشحالی بینک" اولین بینک ہے۔ یہ سرکاری اور نجی مالی اداروں کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ اس کا سرمایہ حصص پانچ ارب (ملین) روپے ہے اور ادا شدہ سرمایہ ایک ارب ستر کروڑ روپے جو ان اداروں نے جمع کرایا ہے: بارہ پاکستانی کمرشل بینک، دو غیر ملکی بینک اور دوسری بینک۔ اس وقت اس کے 130 سروں سنٹر ہیں۔ مارچ 2009ء کی سرمایہ کے دوران اس نے پونے دو ارب غریب گھرانوں کو قرضہ دیئے جن میں بیس فیصد خواتین شامل ہیں۔ اسی فیصد قرضہ دیہی علاقوں میں دیا گیا اور تیس فیصد شہری علاقوں میں۔

ایس ایم ای بینک (SME Bank):

پاکستان میں چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے کاروبار کی بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ معاشی ترقی میں ان کا بڑا کردار ہے۔ چنانچہ ایسے اداروں کے فروغ کے لئے حکومت نے چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے کاروباروں کے لئے ایس ایم ای بینک (Small and Medium

Enterprises Bank) قائم کیا ہے جس میں یہ ادارے مدغم کر دیئے گئے ہیں: (1) چھوٹے کاروباروں کی مالیاتی کارپوریشن (SBFC)، اور (2) علاقائی ترقیاتی مالیاتی کارپوریشن (RDFC)۔ اس بینک نے کم جنوری 2002ء سے کام شروع کر دیا اور اس کا ابتدائی سرمایہ ایک ارب (ملین) روپے ہے۔ یہ زیادہ تر چھوٹے اور درمیانہ درجے کے کاروباروں کو قرضہ دے گا۔ اس کی پچھلے سالوں میں جو بچاؤ ہے۔ یہ بینک پچاس ہزار سے لے کر تین کروڑ روپے تک کا قرضہ جاری کرے گا۔ بینک نے قرضہ دینے کے لئے "ہنرمند پاکستان" کے نام سے ایک سکیم شروع کی ہے جس کے تحت وہ چھوٹے اور درمیانہ درجے کے کاروباروں کو مختلف مقاصد کے لئے مطلوب قرضہ دے گا۔ یہ قرضہ زیادہ تر ان مصنوعات کے لئے دیا جائے گا: چھریاں کاٹنے تیار کرنے کی صنعت (Cutlery)، آلات جراحی کی صنعت، ڈاکٹروں اور ڈسپنسروں کے کلیکٹ کی ضروریات کے لئے، خواتین آجروں، خود کار لومز اور فرنیچر سازی وغیرہ کے لئے۔

ایس ایم ای لیزنگ لیٹڈ (SME Leasing Ltd.):

اس نے اب تک 3,618 کاروباری اداروں کو داراب دس کروڑ روپے کا قرضہ مہیا کیا ہے۔ اس سے ملک کی برآمدات میں اضافہ ہوگا اور روزگار بڑھے گا۔ دوسرا چھوٹا بینک دی فرسٹ مانگروٹانس بینک ہے۔ اس نے بارہ اضلاع میں بینک برانچیں قائم کی ہیں اور اب تک دس ہزار گاؤں کو انکس کروڑ روپے کا قرضہ دیا ہے۔ نیز اس نے عوام سے بلیکس کروڑ روپے مالیت کی بچتیں (Savings) اکٹھی کی ہیں۔ 2007ء میں سٹیٹ بینک نے چھوٹے قرضوں کو وسعت دینے کے لئے ایک حکمت عملی اختیار کی جس کی رو سے 2010ء تک میں لاکھ افراد کو قرضہ دینے کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

معاشی ترقی میں بینکوں کا کردار (Role of Banking System in Economic Development):

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں کی اقتصادی ترقی میں بینک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

1- بیکار (Idle) قوم کو کارآمد بنانا:

عام طور پر لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی آمدنی، ساری کی ساری خرچ نہ کر ڈالیں بلکہ اس میں سے کچھ نہ کچھ بچاتے رہیں تاکہ مستقبل میں پیدا ہونے والی زائد ضروریات پوری کر سکیں۔ یوں بے شمار لوگ تھوڑی تھوڑی رقم بچاتے رہتے ہیں جو مختلف گھرانوں میں بکھری اور بیکار پڑی رہتی ہیں۔ لیکن جب لوگ اپنی یہ رقم بینکوں میں بطور امانت جمع کر دیتے ہیں تو یہ اکٹھی ہو کر بکثرت قوم کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور پھر بینکوں کی معرفت تاجروں کے پاس پہنچ کر سرمائے کی صورت میں بار آور کاموں میں استعمال ہونے لگتی ہیں۔ پاکستان میں سرکاری وغیرہ سرکاری بینک ملک بھر میں قائم شدہ اپنی برانچوں کے ذریعہ شہروں اور قصبوں سے لوگوں کی بچتیں اکٹھی کر کے کاروباری لوگوں کو مہیا کرتے ہیں۔

2- تشکیل سرمایہ کار فوڈ (Promotion of Capital Formation):

اگر بینک نہ ہوں تو یہ قوم بیکار پڑی رہیں۔ جدید دور میں معاشی ترقی کے لئے کثیر مقدار میں سرمایہ درکار ہے۔ پس ماندہ ملکوں کی غربت کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس سرمایہ کم ہے۔ یہ عموماً اپنی قومی آمدنی کا چار/پانچ فی صد بچاتے ہیں، حالانکہ ترقی کی معقول رفتار برقرار رکھنے اور بڑھتی ہوئی جمعیت محنت (Labour Force) کو روزگار مہیا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ کم از کم قومی آمدنی کا بارہ/تیرہ فیصد حصہ بچائیں، اور سرمایہ کاری میں لگائیں۔ پاکستان میں اس وقت مجموعی قومی پیداوار کا بشکل چھ سات فیصد حصہ بچا کر سرمایہ کاری میں لگا یا جاتا ہے، جب کہ ترقی یافتہ ممالک، مثلاً ریاست ہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا اور مغربی یورپ میں یہ تناسب سولہ تا اٹھارہ فیصد ہے۔ غریب ممالک کم بچتوں کے باعث بڑی بڑی اور بنیادی بھاری صنعتیں قائم نہیں کر سکتے۔ فی کس سرمایاتی ساز و سامان (Per Head Capital Equipment) اور مشینیں تھوڑی ہیں، اس لئے "پیداواری استعداد" بھی پست ہے۔ غرض معاشی ترقی کے لئے سرمائے کی قلت کو دور کرنا چاہیے اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے بینک بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ بینک پس انداز اور سرمایہ کاری کی اہم تیز کرنے میں مدد

دیتے ہیں۔ وہ ایک طرف لوگوں کو سود یا منافع کی ترغیب دے کر ان کی بچی ہوئی رقم کو اپنے پاس بطور امانت رکھنے پر آمادہ کرتے ہیں، اور دوسری طرف تاجروں اور صنعت کاروں کو کاروبار کو فروغ دینے اور صنعتیں قائم کرنے کے لئے قرضہ دیتے ہیں، اور یوں تشکیل سرمایہ کا اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔

3- اعتباری زر کی معرفت سرمایہ کی فراہمی:

بینک "تخلیق زر" کی معرفت کاروباری لوگوں کو قرضہ مہیا کرتے ہیں۔ غیر متقول جائیداد یا اثاثوں کی ضمانت پر قرضہ جاری کر کے، ایسے اثاثوں کو زیادہ کارآمد اور نفع آور بناتے ہیں اور یوں ملک میں پھیلی ہوئی تجارت اور صنعت کو سرمایہ مہیا کر کے اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں معیشت کو فروغ دینے کے لئے بینکوں کا جاری کردہ قرضہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مثلاً پاکستان کے بڑے بڑے صنعتکاروں نے بینکوں سے قرضہ لے کر صنعتی ادارے قائم کئے جس سے ملک کی پیداوار بڑھی، لوگوں کو روزگار ملا، اور معیشت کو فروغ حاصل ہوا۔ ان صنعتی اداروں میں یہ قابل ذکر ہیں: شالہ گروپ، آدم جی گروپ، سہیل گروپ، کریسٹ گروپ، حبیب گروپ وغیرہ۔

4- مالی ذرائع کا مناسب استعمال:

بینکوں کی معرفت ملک کے مالی ذرائع (یعنی بچتیں اور سرمایہ) ایسے شعبوں، کاروبار اور صنعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، جہاں وہ زیادہ سے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں، کیونکہ ملک کے جو بے شمار لوگ روپیہ پس انداز کرتے ہیں، وہ خود اس کا صحیح ترین استعمال کرنا نہیں جانتے، لیکن بینکوں کی معرفت ان کی یہ رقم مناسب کاموں میں لگ جاتی ہیں۔

5- ترجیحی ضرورتوں کے مطابق استعمال:

ملک کا بنکاری نظام، مرکزی بینک کی قیادت اور نگرانی میں ملکی سرمائے کو ایسے شعبوں کی ترقی اور پروڈیکٹوں کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے میں مدد دے سکتا ہے جو قومی نقطہ نگاہ سے ترجیحاً زیادہ اہم ہوں۔ گویا سرمایہ کاری کرتے وقت نقطہ نظر کو ہی پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ قوم کی بنیادی ضرورتوں کا بھی خیال ہونا چاہیے۔ چنانچہ مرکزی بینک کی زیر نگرانی، عام بینک سرمائے کا رخ ان ترقیاتی منصوبوں کی طرف موڑ دیتے ہیں جو ملک کی اجتماعی خوشحالی کے لئے ضروری ہوں۔

6- پس ماندہ علاقوں کی ترقی:

کسی ملک کے پس ماندہ اور کم ترقی یافتہ علاقوں کی ترقی کے لئے بھی بینک اہم کردار ادا کرتے ہیں، مثلاً ایسے علاقوں میں بینکوں کی برانچیں قائم کر کے وہاں کے کسانوں، دستکاروں، تاجروں اور صنعت کاروں کو قرضہ کی سہولتیں دی جاسکتی ہیں، جس کی مدد سے ان علاقوں میں تجارت اور صنعت و حرفت ترقی کے مراحل طے کر لیتی ہے۔ بینکوں کی مدد سے ملک کے ترقی یافتہ علاقوں میں جمع ہونے والی بچتوں اور سرمائے کو کم ترقی یافتہ علاقوں کی جانب منتقل کیا جاسکتا ہے۔

7- معاشی ترقی اور قیمتیں کا استحکام (Price Stability):

کسی ملک کی معاشی ترقی میں قیمتوں کے آثار چڑھاؤ سے رکاوٹ پڑتی ہے کیونکہ کاروباری اور تجارتی حالات غیر یقینی ہو جاتے ہیں۔ بینک اعتباری زر کو کنٹرول کر کے قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

مختصر ایا پاکستان کی معاشی ترقی میں بینکوں نے مذکورہ ذیل کردار ادا کیا ہے:

1- بینکوں نے زیادہ سے زیادہ روپیہ بطور امانت جمع کرانے کی ترغیب دینے کے لئے میعاد الامتوں پر دیئے جانے والے معاوضہ (منافع اسود) کی شرح بڑھا دی۔

- 2- وہی بنکاری کی مشاورتی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق چھوٹے دیہات اور منڈیوں میں بینک قائم کئے جا رہے ہیں۔
- 3- تجارت اور صنعت کی ترقی کے لئے کاروباری لوگوں کو قرضہ کی وافر سہولتیں دی ہیں۔
- 4- عوام میں پس انداز کی عادت کو فروغ دیا ہے۔
- 5- سرکاری اور نجی شعبہ میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے ایسے قرضوں پر شرح سود کم کر دی جو معینہ صنعتی سرمایہ کاری کے لئے جاری کئے ہیں۔
- 6- معینہ زرعی سرمایہ کاری کے لئے دیئے جانے والے قرضوں پر بھی شرح سود میں رعایت کردی گئی۔
- 7- ایکسپورٹ فنانس سیکم کے تحت بینکوں کی جانب سے دیئے جانے والے قرضہ کی شرح سود بھی گھٹادی گئی۔
- 8- مقامی طور پر تیاری جانے والی مشینری کی برآمد کے لئے بینکوں کو دیئے جانے والے قرضہ کی شرح سود کم کر دی گئی ہے۔
- 9- پاکستان بینکوں نے دیہاتی اور شہری علاقوں سے بچتیں اکٹھی کرنے اور ضرورت مندوں کو قرضہ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ حکومت نے ملک میں اسلامی معاشی نظام کے سلسلہ میں کئی اقدامات کئے ہیں۔ چنانچہ غیر سودی معیشت قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں پاکستان کے بینکوں نے معاشی ترقی کے لئے وہ کردار بھی ادا کیا ہے جو بینک عموماً کرتے ہیں اور جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔
- 10- جولائی 1991ء میں ”معیشت کو اسلامی نظام میں ڈھالنے کا کمیشن“ (Commission for Islamisation of the Economy) قائم کیا گیا۔ تاکہ ایسے اقدامات تجویز کرے جن کی مدد سے اسلامی نظام معیشت قائم کیا جاسکے۔
- 11- 1994-95ء میں پاکستان بینکنگ کونسل نے ایک قرضہ حتمی سیکم جاری کی جس کے تحت غریب مگر ذہین طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے لئے قرضہ حتمی مہیا کیا جاتا ہے۔
- 12- بینکوں کے غیر ضروری اخراجات میں کمی اور کفایت کے لئے اور امانت گزاروں (Depositors) کو بہتر شرح معاوضہ دینے کی خاطر بینکوں نے 1997-98ء میں گولڈن ہینڈ شیک سیکم (Golden Hand Shake Schemes) متعارف کیں۔ لہذا ان کے تحت جنوری 1998ء تک 20,803 ملازمین فارغ کر دیئے گئے۔ نیز خسارہ میں جانے والی 265 برانچیں بھی بند کر دی گئیں۔

سٹیٹ بینک آف پاکستان

STATE BANK OF PAKISTAN

سٹیٹ بینک آف پاکستان ہمارے ملک کا مرکزی بینک ہے۔ یہ یکم جولائی 1948ء کو قائم کیا گیا۔ اس کا افتتاح قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا۔ 30 جون 2012ء کو اس بینک نے اپنی عمر کے 64 سال پورے کئے۔ اس دوران میں اس نے ملک کے تباہ شدہ معاشی حالات کو بحال کرنے اور اسے اقتصادی ترقی کی راہ پر ڈالنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ پاکستان کا اہم ترین مالی ادارہ ہے۔ اور وہ تمام ذمہ داریاں ادا کرتا ہے جو ایک مرکزی بینک کے سپرد ہوتی ہیں۔ (اسے ”بینک دولت پاکستان“ بھی کہا جاتا ہے۔)

بینک کا دستور اور انتظام:

سٹیٹ بینک کا کل ادا شدہ سرمایہ دس کروڑ روپے ہے جو سو سو روپے کے حصص پر مشتمل ہے۔ 1947ء میں قومی تحويل میں آنے سے پہلے اس کے کل حصوں کا 51 فیصد سرمایہ مرکزی حکومت کی ملکیت تھا اور باقی 49 فیصد عوام کی ملکیت۔ اس کا انتظام سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز اور لوکل بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سپرد ہے۔ اول الذکر مندرجہ ذیل پر مشتمل ہے: ایک گورنر اور چیرمین، اور پانچ ارکان (Members)۔ گورنر کا

تقرر پانچ سال کے لئے کیا جاتا ہے۔ سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سال بھر میں کم از کم چھ اجلاس اور سہ ماہی میں کم از کم ایک اجلاس ضرور ہونا قرار پایا ہے۔ سٹیٹ بینک کا گورنر سنٹرل بورڈ کے ایما پر اس کا انتظام کرتا ہے اور اس غرض کے لئے ایک مجلس عاملہ بنالیتا ہے۔ یکم جولائی 1974ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان قومی تحويل میں لے لیا گیا تھا۔ اس کے دفاتر ان شہروں میں ہیں: کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، حیدر آباد، سکسہ، کوئٹہ، بہاولپور، مظفر آباد اور نارنگ پور۔

سٹیٹ بینک کے شعبے (Department):

سٹیٹ بینک کے کل 18 شعبے ہیں، جن میں اہم یہ ہیں: نوٹ جاری کرنے کا شعبہ، بینکنگ انسپکشن ڈیپارٹمنٹ، ایکسچینج پالیسی ڈیپارٹمنٹ، انٹرنیکچل کریڈٹ ڈیپارٹمنٹ، انڈسٹریل کریڈٹ ڈیپارٹمنٹ، اکٹناک ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ، سٹیکس ڈیپارٹمنٹ، مانیٹری اینڈ فیکل ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، آڈٹ (Audit) ڈیپارٹمنٹ، ایکسچینج اینڈ ڈیٹ مینجمنٹ (Debt Management) یعنی انصرام قرضہ ڈیپارٹمنٹ، ہیومن ریسورسز (Human Resources) یعنی انسانی وسائل (کی ترقی کا) ڈیپارٹمنٹ، سپروائزر ڈیپارٹمنٹ، اسلامک بینکنگ ڈیپارٹمنٹ اور میڈیا اینڈ پبلسٹک ڈیپارٹمنٹ وغیرہ۔ یہاں ہم چار بڑے شعبوں کا ذکر کرتے ہیں:

1- شعبہ اجراء (Issue Department):

یہ شعبہ کرنسی نوٹ جاری کرتا ہے اور ان کے مقابلہ پر ان کی مالیت کا تیس فیصد حصہ سونے اور چاندی کے سکوں، سونے اور چاندی کے گولڈ اور غیر ملکی کرنسی کی شکل میں، اپنے پاس محفوظ رکھ کر رکھتا ہے۔ باقی مالیت کے مقابلہ پر نقد روپے، روپے کی کفالتیں، ہنڈیاں اور پرائیمری نوٹ ہوتے ہیں۔

2- شعبہ بنکاری (Banking Department):

اس شعبہ کا تعلق بنکاری کے عام کاروبار سے ہے۔ اس کی معرفت سٹیٹ بینک عام بینکوں کے قرض کے لین دین کے معاملہ کو کنٹرول کرتا ہے اور ان کے کام کا کنٹرول بھی کرتا ہے۔

3- شعبہ ایکسچینج پالیسی (Exchange Policy Department):

یہ شعبہ غیر ملکی زرمبادلہ کے حصول اور تقسیم کا انتظام کرتا ہے۔ ہمارے برآمد کنندگان اشیاء برآمد کر کے جو زر مبادلہ کماتے ہیں وہ اسی شعبہ میں جمع کر کے ملکی کرنسی لے لیتے ہیں، اور جو لوگ باہر سے مال درآمد کرتے ہیں انہیں یہیں سے غیر ملکی کرنسی ملتی ہے۔

4- شعبہ تحقیق (Research Department):

یہ شعبہ ملک کے مالی، معاشی، صنعتی اور تجارتی حالات کا جائزہ لیتا ہے اور ان کے بارے میں جائزے اور اعداد و شمار شائع کرتا ہے۔

سٹیٹ بینک کے فرائض (Functions):

سٹیٹ بینک پاکستان کا مرکزی بینک ہے اس لئے وہ تمام رواجی فرائض انجام دیتا ہے جو ایک مرکزی بینک کے ذمہ ہوتے ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

1- حکومت کا بینک:

حکومت کا بینک ہونے کی حیثیت سے سٹیٹ بینک مندرجہ ذیل کام کرتا ہے:

☆ حکومت کے ایما پر روپیہ کی ادائیگی اور وصولی کرتا ہے، چنانچہ سرکاری ملازموں کو تنخواہیں اور پنشنیں یہاں سے جاری ہوتی ہیں۔ اور عوام حکومت کو ٹیکس بھی اسی بینک کی معرفت ادا کرتے ہیں۔

☆ جب حکومت عوام سے قرضہ لینا چاہتی ہے تو اس کا سارا انتظام سٹیٹ بینک کرتا ہے یعنی لوگ اس بینک کی معرفت حکومت کو قرضہ دیتے ہیں۔

- ☆ حکومت کو مندرجہ ذیل امور میں مشورہ دیتا ہے:
- کریٹ یعنی اعتباری زر کرنسی، ایکس چینج کنٹرول، مالی مسائل اور روپے کی قدر میں ردوبدل وغیرہ۔
- ☆ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی "امانتیں" اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔
- 2- عام بینکوں کا بینک:

سٹیٹ بینک ملک میں موجود عام بینکوں کا بینک ہے، اس حیثیت سے یہ مندرجہ ذیل کام کرتا ہے:

ملک میں اعتباری زر کی مقدار کو ضرورت کے مطابق بڑھانے یا گھٹانے کا ذمہ دار ہے اور یہ عام بینکوں کے تعاون سے انجام دیتا ہے۔ تمام فہرستی (یعنی شیڈولڈ) بینک اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنی میعاد اور غیر میعاد امانتوں کا ایک خاص تناسب سے مخصوص حصہ نقد شکل میں سٹیٹ بینک کے پاس رکھیں، اور اسے ہفتہ وار ایک رپورٹ بھیجیں، جس میں یہ چیزیں درج ہوں:

- (i) میعاد اور غیر میعاد امانتوں کی مقدار۔
- (ii) ان کے پاس حکومت اور سٹیٹ بینک کے نوٹوں کی مقدار۔
- (iii) قرضہ کی مقدار جو انہوں نے کاروباری اور تجارتی اداروں کو دے رکھا ہو۔
- (iv) "بند" لگائی ہوئی ہنڈیوں کی مالیت اور سٹیٹ بینک کے پاس ان کی امانتوں کی مقدار۔

بینکوں کی نگرانی اور کنٹرول کا کام سٹیٹ بینک اپنے بینکنگ ڈیپارٹمنٹ یعنی شعبہ بنکاری کی معرفت انجام دیتا ہے۔ یہ شعبہ اس چیز کا ذمہ دار ہے کہ روپے کی قیمت مستحکم رہے، چنانچہ اعتماد قائم رکھنے کے لئے یہ اپنے پاس ریرو فنڈ (یعنی زر محفوظ رکھتا ہے اور وقتاً وقتاً "شرح بینک" کا اعلان کرتا رہتا ہے۔ سٹیٹ بینک عام بینکوں کو بوقت ضرورت قرضہ دیتا ہے۔ قرضہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ان کے پرومیسری نوٹوں اور ہنڈیوں پر "دوبارہ دہ لگاتا" ہے۔ یعنی تجارتی بینکوں نے کاروباری لوگوں کی جن ہنڈیوں پر ہبہ لگایا ہو، ضرورت پڑنے پر وہ انہی ہنڈیوں کو سٹیٹ بینک سے ہبہ لگوا لیتے ہیں۔ فہرستی بینک، سٹیٹ بینک سے بعض اوقات ایسے قرضے بھی لے لیتے ہیں، جن کی مدت نوے دن ہوتی ہے۔ سٹیٹ بینک تجارتی بینکوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، انہیں پس ماندہ علاقوں میں اپنی برانچیں کھولنے کی ترغیب دیتا ہے، تجارتی بینکوں کے باہمی لین دین اور حسابات کو بے باق کرانے میں مدد دیتا ہے اور اس غرض کے لئے بلور کلیئرنگ ہاؤس کام کرتا ہے۔

3- نوٹ جاری کرنے کا اجارہ دار:

سٹیٹ بینک کو پاکستان میں کرنسی نوٹ جاری کرنے کی اجارہ داری حاصل ہے۔ اس کے سوا کوئی اور بینک نوٹ جاری نہیں کر سکتا۔ یہ کام شعبہ اجراء کے ذمہ ہے۔ نوٹ جاری کرنے کے سلسلے میں "یہ تناسب زر محفوظ کا اصول" اختیار کرتا ہے۔ یعنی جتنے نوٹ جاری کرے ان کی مالیت کا تیس فیصد سونے، سونے کے سکوں، چاندی اور منظور شدہ زر مبادلہ پر مشتمل ہونا چاہئے۔ باقی ماندہ مالیت روپے کے سکوں، روپے کی کفالتوں اور ہنڈیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ سٹیٹ بینک، دس، بیس، پچاس، سو، پانچ سو، ہزار اور پانچ ہزار روپے کے نوٹ جاری کرتا ہے۔

4- ایکس چینج کنٹرول:

سٹیٹ بینک نے ایکس چینج کنٹرول ڈیپارٹمنٹ قائم کر رکھا ہے، جس کی مدد سے یہ روپے کی بیرونی قدر و قیمت کو برقرار رکھتا ہے، اور ایکس چینج کنٹرول کی پالیسی کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ پاکستانی کرنسی روپے اور امریکہ کی کرنسی ڈالر کی باہمی شرح تبادلہ قائم رکھنے کے لئے، سٹیٹ بینک سرکاری طور پر مقرر کردہ شرح پر ڈالر خریدتا اور بیچتا ہے۔ برآمد کنندگان کو زر مبادلہ کمانا ہے، ان سے زر مبادلہ وصول کر کے ان کے عوض پاکستانی کرنسی دیتا ہے اور درآمد کنندگان کو پاکستانی کرنسی کے عوض زر مبادلہ مہیا کرتا ہے۔

- 5- معاشی استحکام:
- سٹیٹ بینک ملک میں "معاشی استحکام" برقرار رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ معیشت کو مضبوط کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرتا ہے۔ (ان کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔)
- 6- بازار زر کا محافظ:
- بازار زر کا محافظ ہونے کی حیثیت سے سٹیٹ بینک کرنسی اور اعتباری زر کی مقدار کو ضرورت کے تحت گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے۔

معاشی ترقی میں سٹیٹ بینک کا کردار

(Role of State Bank in Economic Development)

معاشی ترقی کے سلسلہ میں مرکزی بینک کے عوامیہ فرائض ہوتے ہیں:

- ☆ ملک کی "کامل روزگار" کی سطح حاصل کرنے میں مدد دے۔
- ☆ حکومت کی مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy) اور زرعی پالیسی (Monetary Policy) کے درمیان ہم آہنگی (Coordination) اور توازن پیدا کرے۔
- ☆ قیمتوں کو ایک معیار پر مستحکم رکھے۔
- ☆ ادائیگیوں کے توازن (Balance of Payments) میں اعتدال (Equilibrium) پیدا کرنے کی کوشش کرے۔
- ☆ معاشی ترقی (Economic Growth) کی رفتار تیز کرنے میں مدد دے، اور اسے وسیع تر بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کرے۔
- ☆ غربت کا خاتمہ کرنے میں مدد دے، اور ایک مضبوط مالی تحت ڈھانچہ (Financial Infrastructure) تعمیر کرے، تاکہ معیشت کے مختلف شعبوں کی کریڈٹ کی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ یعنی بینکوں اور قرضہ دینے والے اداروں کا مضبوط نظام قائم کرے۔
- ☆ ملکی معیشت کی ترقی اور مالی نظام کو مستحکم بنانے کے لئے سٹیٹ بینک نے جو کارنامے اور ترقیاتی فرائض انجام دیئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- بنکاری نظام کی بحالی (Rehabilitation of Banking System):

جب سٹیٹ بینک قائم ہوا تو پاکستان میں قرضہ مہیا کرنے کا کوئی باقاعدہ ڈھانچہ موجود نہیں تھا، نیز سرمائے کی منڈی، شاہک ایکس چینج، بلی مارکیٹ اور انشورنس کمپنیاں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ملک کے اقتصادی حالات بڑے نازک تھے اور انہیں استوار کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ سٹیٹ بینک کو اپنے قیام کے فوراً بعد، ملک کے بینکنگ اور قرضہ جاتی اداروں کی بحالی اور ترقی کے کام کی طرف توجہ دینا پڑی۔ لہذا ملک کے بنکاری نظام کو متحرک بنانے اور ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لئے اس نے بہت کام کیا۔ مثلاً (مغربی پاکستان میں جون 1948ء میں تجارتی بینکوں کی کل شاخیں صرف 81 تھیں، جو بڑھ کر 2011ء میں 9,908 ہو گئیں اور ملکی نجی بینکوں کی تعداد 23 ہو گئی۔ نیز غیر ملکی بینکوں کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ سٹیٹ بینک نے شہری علاقوں میں بینکوں کی شاخوں کا ایک جال بچھانے کے ساتھ دیہاتی علاقوں میں بھی ان کی شاخیں قائم کرنے میں قابلِ تعریف کام کیا ہے۔ مثلاً جولائی 1948ء میں پونے چار لاکھ افراد کے لئے ایک بینک شاخ موجود تھی جب کہ اس وقت اوسطاً سترہ ہزار افراد کے لئے ایک برانچ موجود ہے۔ تجارتی بینکوں کی ترقی کے علاوہ سٹیٹ بینک نے خصوصی مقاصد کے لئے مالی ادارے قائم کرنے میں بھی اہم کام کیا ہے جو زراعت اور صنعت کو درمیانی اور لمبی مدت کے لئے قرضے مہیا کرتے ہیں۔

2- ترقیاتی مالیات کی بیم رسانی (Provision of Developmental Finance):

1956ء میں سٹیٹ بینک آف پاکستان آرڈر 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ میں بدل دیا گیا۔ جس کی بدولت بینک کے مقاصد کو از سر نو متعین کیا گیا اور اس پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی کہ ملک کے زری اور کریڈٹ نظام کو باقاعدہ بنایا جائے تاکہ ایک طرف زری استحکام پیدا ہو اور دوسری طرف ملک کے پیداواری وسائل سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جاسکے۔ بعد ازاں اس ایکٹ میں کئی ترمیمات کی گئیں جن سے بینک کو اس قائل بنایا گیا کہ اوسط اور طویل مدت مالیات مہیا کر کے معیشت کو ترقی دینے کی جو کوششیں کی جارہی ہیں، ان میں یہ موثر اعزاز سے شرکت کر سکے۔ "سٹیٹ بینک ایکٹ" میں 1970ء کی ایک ترمیم کے ذریعے یہ بینک کی بھی پبلک کمپنی یا کارپوریشن کی بنیادیں اور ڈپنچر یعنی قرضہ کی سند یا دیوبند (Debenture) خرید سکتا ہے، ان پر بند لگا سکتا ہے، یا اپنی قبول میں رکھ سکتا ہے۔ قرضہ سٹیٹ بینک نے ملک کے بینک اور کریڈٹ نظام کو مضبوط تر بنایا ہے، تاکہ ترقیاتی مقاصد کے لئے قرضہ مہیا کیا جاسکے۔ اس وقت ترقیاتی مالیات مہیا کرنے والے آٹھ ادارے ہیں۔

3- خصوصی قرضہ جاتی اداروں (Special Financial Institutions) کی امداد:

سٹیٹ بینک نے خصوصی مالی اداروں کو معقول فنڈ مہیا کئے ہیں۔ مثلاً زرعی شعبہ کی رفتار ترقی تیز کرنے کے لئے سٹیٹ بینک نے امداد باہمی کے اداروں کو کثیر رقمیں دی ہیں اور زرعی ترقیاتی بینک کے وسائل میں اضافہ کیا ہے۔ مکان تعمیر کرنے کی مالی کارپوریشن کے ڈپنچر خرید کر اس کے مالی وسائل کو بھی بڑھایا ہے۔ مقامی طور پر بننے والی شینری کی ملک کے اندر فروخت کے کام میں سہولت پیدا کرنے کے لئے اسٹیٹ بینک نے خصوصی مالی اداروں کو قرضہ منظور کیا۔

4- قرضوں کی متوازن تقسیم (Balanced Distribution of Credit):

ملکی معیشت کے تقاضوں کے پیش نظر سٹیٹ بینک اپنی قرضہ دینے کی پالیسیوں کو کامیاب بنانے کے لئے عام بینکوں کو اخلاقی ترغیبات، انتخابی کریڈٹ کنٹرول اور دیگر اقدامات کے ذریعے مستعد بناتا ہے۔ چنانچہ ان اقدامات کی وجہ سے بینکوں کے قرضہ دینے کے انداز بدل گئے ہیں۔ مثلاً جون 1954ء میں کل بینک کریڈٹ کا باسٹھ فی صد حصہ تجارتی شعبے کو دیا گیا، اٹھارہ فی صد صنعتی شعبے کو اور بیس فی صد باقی شعبوں کو۔ جب کہ اس وقت تجارتی شعبے کا حصہ کم ہو کر تقریباً 30 فی صد رہ گیا ہے، صنعتی شعبے کا بڑھ کر 40 فی صد اور دیگر شعبوں کا حصہ 30 فی صد ہو گیا ہے۔

5- زری استحکام اور کریڈٹ کنٹرول اقدامات (افراط زر کا علاج):

سٹیٹ بینک کی بڑی بڑی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ملک کا زری اور کریڈٹ نظام منظم کرے، تاکہ پاکستان میں زری استحکام پیدا کیا جاسکے۔ زری استحکام سے مراد یہ ہے کہ افراط زر اور تغریظ زر (یعنی زری مقدار میں کمی) سے بچاؤ کیا جائے اور بیرونی ادائیگیوں کے حسابات میں اعتدال و توازن رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے اہم ترین شرط یہ ہے کہ زر کی رسد کو یوں باقاعدہ بنایا جائے کہ "مجموعی قوت خرید" (Aggregate Purchasing Power) اور "اشیاء و خدمات کی رسد" (Supply of Goods & Services) میں توازن برقرار رہے۔

افراط زر کو روکنے کے لئے سٹیٹ بینک نے "شرح سود کا ڈھانچہ" ایسا بنایا ہوا ہے جس سے ایک طرف پیداواری شعبوں کو ترقی کی تحریک ملتی ہے اور دوسری طرف "غیر پیداواری" اور تخمینی (Speculative) مقاصد کے لئے قرضہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ سٹیٹ بینک مذکورہ "مقداری کریڈٹ کنٹرول" اقدامات کے علاوہ صفاتی یا "انتخابی کریڈٹ کنٹرول" کے طریقے بھی استعمال کرتا ہے۔ پہلی قسم کے

اقدامات سے قرضہ کا حجم اور لاگت (یعنی شرح سود) کو متاثر کیا جاتا ہے، جب کہ دوسری قسم کے اقدامات سے قرضہ کی تقسیم یا سمت کو متاثر کیا جاتا ہے۔ ان سے مخصوص اشیاء کی قیمتوں میں کافی حد تک استحکام و ثبات پیدا کیا جاسکتا ہے۔ سٹیٹ بینک کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ یہ بینکوں کو مندرجہ ذیل امور کے بارے میں ہدایات جاری کر سکتا ہے: کریڈٹ کا حجم، امانتوں اور قرض پر رائج شرح سود، کریڈٹ پالیسی اور سرمایہ کاری پالیسی۔

نومبر 1997ء میں سٹیٹ بینک نے منسلک ہدایات جاری کیں کہ پاکستان میں کوئی بینک کمپنی اس وقت تک بنکاری کا کاروبار جاری نہیں رکھ سکتی جب تک اس کا کم سے کم ادا شدہ سرمایہ (Paid Up Capital) ایک ملین (ارب) روپے نہ ہو اور جب تک اس کے خطرات (Reserves) خدشہ ناک اٹاؤں (Risk Weighted Assets) کے آٹھ فی صد کے برابر نہ ہوں۔

6- قرضہ کے ارتکاز کا سید باب:

پاکستان کے قیام کے بعد پہلے بیس سال تک معاشی ترقی کی "جو حکمت عملی" اختیار کی گئی، اس میں اس بات پر بہت زور دیا گیا کہ اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کر دی جائے اس ضمن میں "معاشرتی انصاف" (Social Justice) اور تقسیم دولت کے پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا، جس کا نتیجہ نکلا کہ معاشی دولت اور قوت چند ہاتھوں میں مرکز (Concentrate) ہو کر رہ گئی۔ ان حالات میں بینک کریڈٹ کا بھی چند اداروں کے پاس مرکز ہو جانا قدرتی امر تھا۔ لہذا سٹیٹ بینک نے اس ارتکاز کو کم کرنے اور قرضے کی سہولتوں کو وسیع بنانے پر پھیلاؤ کے لئے کئی اقدامات کئے۔ سٹیٹ بینک نے تجارتی بینکوں کو چھوٹے کاروباری لوگوں کو قرضے دینے کے ہدف (Target) مقرر کر دیئے اور ساتھ ہی "بالائی حدیں" بھی مقرر کر دیں، جن سے زیادہ قرضہ عام لوگوں، بینکوں کے ڈائریکٹروں، پبلک لمیٹڈ کمپنیوں اور بینک ملازمین کو نہیں دیا جاسکتا۔

7- سال برنس ڈویژن (چھوٹے کاروبار کا شعبہ):

سٹیٹ بینک نے ایک "سال برنس ڈویژن" قائم کی ہے جس کا یہ کام ہے کہ چھوٹے کاروباری لوگوں کے مسائل کا جائزہ لے، اور اس چرکی گھرائی کرے کہ چھوٹے قرضے جاری کرنے کی جو حد مقرر کی گئی ہے اس پر عمل ہو رہا ہے۔

8- انکیپورٹ فنانس سکیم:

اس سکیم کے تحت پاکستان سے اشیاء برآمد کرنے کے سلسلے میں برآمدی تاجروں کو قرضہ دیا جاتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں: پہلے حصے کے تحت تاجروں کو ناقابل منسوخی لیٹر آف کریڈٹ (L.C.) دکھانے یا اشیاء کو برآمد کا پکا آرڈر ملنے پر قرضہ دیا جاتا ہے۔ دوسرے حصے کے تحت برآمدات کے لئے دیئے جانے والے قرضہ کی حد مقرر کرتے وقت گزشتہ سال کی برآمدی کارکردگی دیکھی جاتی ہے۔

9- بنکاری عملیاتی تربیت (Training of Bank Staff):

سٹیٹ بینک کا ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ بینک افسروں کو فنی تربیت دیتا ہے۔ ملک کے اندر "ملازمت کے دوران" ٹریننگ دینے کے لئے بینک نے دو ترقیاتی ادارے قائم کر رکھے ہیں: ایک کراچی میں اور دوسرا لاہور میں۔

10- رابطی بورڈ:

فروری 1994ء میں بینک نے اپنے سٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء میں ایک ترمیم کے ذریعہ ایک "زری و مالیاتی پالیسیوں کا رابطہ بورڈ" (The Monetary and Fiscal Policies Coordination Board) قائم کیا، جس کا صدر وفاقی وزیر خزانہ ہے۔ اور اس کے یہ اراکان ہیں: وفاقی وزیر تجارت، منصوبہ بندی کمشنر کا ڈپٹی چیئرمین، سٹیٹ بینک کا گورنر اور وفاقی سیکرٹری مالیات۔ اس

بورڈ کی یہ ذمہ داریاں ہیں: کلیدی معاشی استحکام (Macro-economic Stability) سرکاری قرضہ لینے اور دینے کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کا جائزہ اور اعتباری قرضہ کا صحیح استعمال وغیرہ۔

11- خود کار مشین کی سہولت:

امانتداروں کو بینکوں سے اپنی امانتیں نکلوانے میں سہولت پیدا کرنے کے لئے پیٹھ بینک نے اگست 2002ء میں تمام شیڈ ولڈ بینکوں کو ہدایت کی کہ وہ (Automated Teller Machines: ATM) اے ٹی ایم سوئچ نیٹ ورک (ATM Switch Network) کا سلسلہ شروع کریں۔

12- اسلامی بنکاری کا قیام:

اسلامی بنکاری کو فروغ دینے کے لئے پیٹھ بینک نے یکم جنوری 2003ء کو عام بینکوں کو ہدایت کی ہے کہ جو بینک نئی شعبہ میں شیڈ ولڈ اسلامک کرشل بینک قائم کرنا چاہتے ہیں وہ اس مقصد کے لئے پیٹھ بینک کے ”شعبہ بینکگ پالیسی“ کے ڈائریکٹر کو درخواست دیں۔

13- بنکاری اور مالیات کا قومی ادارہ:

پیٹھ بینک کا ایک ذیلی ادارہ فروری 2002ء میں قائم کیا گیا جس کا نام ہے: ”بنکاری و مالیات کا قومی ادارہ“ (National Institute of Banking and Finance: NIBAF)۔ اس کے نوے فیصد حصص پیٹھ بینک آف پاکستان کی ملکیت ہیں اور دس فیصد فیصل بینک آف پاکستان کے۔ یہ ادارہ درج ذیل فرائض انجام دیتا ہے:

- پیٹھ بینک آف پاکستان کے افسروں کی ٹریننگ۔
- اداراتی ٹریننگ کی مختلف شکلیں وضع کرنا۔
- فاؤنڈیشن گورنر اور بین الاقوامی گورنر کی تیاری۔

اس ادارہ کا پیٹھ بینک کے شعبہ انسانی وسائل (ٹرینگ ڈیپارٹمنٹ) کے ساتھ قریبی رابطہ ہے۔ اس کا صدر مقام اسلام آباد میں ہے۔ یہ ادارہ مختلف تربیتی پروگرام بناتا ہے اور اس سلسلہ میں کتابچے اور رسائل تیار کرتا ہے۔ نیز معاشیات، بنکاری اور مالیات سے متعلق تحقیق (ریسرچ) کرتا ہے اور ٹریننگ دینے کے لیے ماہرین کا انتظام کرتا ہے۔

14- چھوٹے قرضوں کی سکیم (Micro Credit Scheme):

اس سکیم کے تحت تین لاکھ روپے تک دیا جانے والا قرضہ چھوٹا قرضہ کہتا ہے۔ ایسے صنعتی یونٹ اور گھریلو صنعتیں جن کے معینہ اثاثوں (Fixed Assets) یعنی زمین اور عمارات کے سوا) کی مالیت دو کروڑ روپے ہو، کو دیا جانے والا قرضہ بھی چھوٹا قرضہ کہلاتا ہے۔

بنکاری نظام کی اصلاح (Reform of Banking System):

بنکاری نظام کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ

- زیر پالیسی کو مندرجہ ذیل بنیاد والے آلات (Market-based instruments) کی معرفت زیر عمل لایا جائے۔
- قرضہ دینے وقت اس کی نگہداشت اور تحفظ کا پورا خیال رکھا جائے۔
- بینکوں کی مکمل عمرانی اور ان کے کاروبار میں باقاعدہ گی پیدا کرنے کے لئے پیٹھ بینک کو زیادہ اختیار دیئے جائیں۔
- سیاسی بنیادوں پر قرضہ دینے کا سلسلہ کنٹرول کیا جائے۔

نئے اقدامات:

حال ہی میں بینکوں کی اصلاح و ترقی کے لئے پیٹھ بینک نے ایک معائناتی قالب (Supervisory Framework) کیلئے (Camels) کے نام سے قائم کیا ہے جو بینکوں اور مالی اداروں کی مالی حالت کو نگاہ کرنے والے چھ مظاہر (Indicators) کے تجزیے کو پیش نظر رکھتا ہے۔ یہ مظاہر درج ذیل ہیں:

- (1) بینک کا سرمایہ (یعنی Capital C) کافی ہے یا نہیں۔
- (2) بینک کے اثاثوں (یعنی Assets A) کی کیفیت تسلی بخش ہے یا نہیں۔
- (3) انتظامیہ (یعنی Management M) مضبوط و مستحکم ہے یا نہیں۔
- (4) آمدنی (یعنی Earning E) اور منافع اور بیت الطمینان بخش ہے یا نہیں۔
- (5) سیال پذیری (یعنی Liquidity L) کس حد تک موجود ہے۔
- (6) مندی میں پیش آنے والے خطرات و خدشات کے مقابلہ میں حساسیت (یعنی Sensitivity S) کیسی ہے۔ چنانچہ تمام بنکاری اور غیر بنکاری مالی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ ”کیملز“ کی بنیاد پر لیا جاتا ہے۔

بازار زر (Money Market):

بازار زر سے مراد ایسے مالی ادارے (Financial Institutions) ہیں جو مندرجہ ذیل تجارتی کاغذات کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں: تجارتی ہنڈیاں (Treasury Bills)، کفالتیں، ہانڈ زر اور مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص (Shares)۔ چنانچہ بازار زر میں یہ ادارے شامل ہیں:

- ☆ ہنڈیوں کو خریدنے اور بیہ لگانے والے ادارے (Discount Houses)۔
- ☆ ہنڈیاں خریدنے اور بیہ لگانے والوں کو بائم ملانے والے ادارے (Bill Brokers)۔
- ☆ کفالتیں، ہانڈ زر اور حصص خریدنے اور فروخت کرنے والے ادارے۔
- ☆ قرضہ دینے والے ادارے یعنی بینک۔

یہ تمام ادارے قرضہ دینے اور لینے کے سلسلے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور یوں بازار زر مضبوط و مستحکم ہوتا ہے۔ پاکستان کا بازار زر مندرجہ ذیل پر مشتمل ہے:

- ☆ پیٹھ بینک آف پاکستان:
- ☆ یہ ملک کا مرکزی بینک ہے اور ملک کے بینکاری اور زرعی نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔
- ☆ ملٹی قرضہ کے ادارے:

ملک کے تجارتی بینک تھوڑی مدت کے لئے قرضہ دیتے ہیں اور شاک ایکس چینج (یعنی ایسے ادارے جو حصص، کفالتیں اور ہانڈ زر خرید و فروخت کرتے ہیں) میں کام کرنے والے ہنڈیوں اور حصص کی خرید و فروخت کرنے والے ملٹی قرضہ دیتے ہیں۔

☆ طویل مدت قرضہ کے ادارے:

طویل مدت کے لئے عوام اپنی بچتوں کی شکل میں قرضہ دیتے ہیں، یعنی اپنا سرمایہ کفالتوں، مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص اور ہانڈوں میں لگا دیتے ہیں۔ خصوصی قرضہ کے ادارے یہ ہیں: پاکستان صنعتی ترقیاتی بینک، پاکستان صنعتی قرضہ و سرمایہ کاری کارپوریشن، تعمیر مکانات کی مالی کارپوریشن، پاکستان زرعی ترقیاتی بینک اور امداد باہمی کے بینک وغیرہ۔

پاکستانی بازار زر کی کمزوریاں:

پاکستان بازار زر میں مندرجہ ذیل کمزوریاں پائی جاتی ہیں:

- (الف) قرضہ دینے والے مختلف اداروں کے مابین رابطہ مضبوط نہیں ہے۔ مختلف تجارتی بینک اور امداد باہمی کے بینک وغیرہ اپنے اپنے میدان میں اپنی وضع کردہ پالیسی کو اختیار کرتے ہیں اور ان سب کی پالیسی میں ہم آہنگی نہیں پائی جاتی۔ اس لئے قرضہ کی مقدار بڑھانے اور گھٹانے کے لئے مرکزی بینک "شرح بینک" کی پالیسی کو صحیح طور پر اختیار نہیں کر سکتا۔
- (ب) بازار زر تجارتی بینکوں پر مشتمل ہے لیکن وہ بھی ملکی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہیں اور مختلف شعبوں، مثلاً زراعت اور صنعت وغیرہ کو ضرورت پھر قرضہ نہیں ملتا۔ مزید برآں یہ بینکوں میں صرف شہروں تک محدود ہیں۔
- (ج) نجی شعبے میں بعض ایسے مالی ادارے قائم ہو جاتے ہیں جو حکومت سے عوام کی بچتیں وصول کر لیتے ہیں اور بعد میں رقم ہضم کر کے خود دیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ پاکستان میں کوئی امداد باہمی کی فنانس اور فارنکس (Forex) کمپنیاں قائم ہوئیں جو عوام کی ادائیگی وصول کر کے کھاپی لگیں۔ ایسے اداروں کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے۔

ترقی کے لئے تجاویز:

بازار زر کو ترقی دینے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے چاہئیں:

- 1- کفالتوں کی خرید و فروخت کا بازار مستحکم بنانا چاہیے تاکہ ملٹیٹ بینک اس کی مدد سے ملک میں اعتباری زر کی مقدار ضرورت کے مطابق گھٹا بڑھا سکے۔
- 2- ملٹیٹ بینک ایسی پالیسیاں اختیار کرے کہ مختلف قرضوں کی شرح سود میں ربط و تعلق پیدا ہو جائے تاکہ اگر وہ شرح سود بڑھا دے تو سب قسم کے قرضوں پر شرح سود بلند ہو جائے۔ اس کے برعکس جب وہ شرح سود کم کرے تو تمام قرضوں پر شرح سود کم ہو جائے۔
- 3- عوام میں روپیہ پس انداز کرنے، بینکوں سے رابطہ کرنے اور کفالتوں یا حصص میں سرمایہ لگانے کی عادت پیدا کرنی چاہیے۔

پاکستان میں بازار سرمایہ (Pakistan Capital Market)

بازار زر میں قرضہ عموماً قلیل اور اوسط مدت کے لئے لیا اور دیا جاتا ہے لیکن بازار سرمایہ میں طویل عرصہ کے لئے مہیا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ ایسے اداروں پر مشتمل ہوتا ہے جو لمبی مدت کے لئے قرضہ دیتے ہیں یا طویل الیقا سرمایہ کاری کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

پاکستان سرمایہ کاری کارپوریشن، پاکستان صنعتی ترقیاتی بینک، زرعی ترقیاتی بینک، امداد باہمی کے بینک، ایس ایم ای بینک، تعمیر مکانات کی مالی کارپوریشن، قومی سرمایہ کاری (ایونٹ) فرسٹ، رینجیل ڈیولپمنٹ فنانس کارپوریشن، پاک لیبیا ہولڈنگ کمپنی، پاکستان کویت انوسٹمنٹ کمپنی، سعودی پاک انڈسٹریل اینڈ ٹریڈنگ کمپنی، انٹرنیشنل انوسٹمنٹ کمپنی، پوسٹل انشورنس و دیگر برہ کمپنیاں اور شاخ ایکس چینج۔ ان میں سے اکثر پر پیچھے بحث ہو چکی ہے۔ یہاں ہم شاخ ایکس چینج پر بحث کریں گے۔

شاخ ایکس چینج (Stock Exchange):

(بازار مبادلہ) شاخ مارکیٹ کسی ملک کے بازار سرمایہ کا بڑا اہم اور بنیادی ادارہ ہوتا ہے۔ اس سے ایک ایسا طریقہ کار میسر آ جاتا ہے جس کی بدولت مالی سرمایہ کاری کی مختلف شکلوں (مثلاً حصص، ڈی مچرز، میچل فنڈ اور سرکاری کفالتوں) کو نقد شکل میں بدلا جاسکتا ہے۔ شاخ مارکیٹ سے یہ بھی عکاسی ہو جاتی ہے کہ کاروبار میں سرمایہ لگانے والوں کی سوچ کا رخ کیا ہے، اور سرمایہ کاری سے روپیہ نکالنے والوں

کی وقتی کیفیت کیا ہے۔ حصص کی خرید و فروخت کے حجم سے اور حصص کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے پتا چلتا جاتا ہے کہ مختلف کاروباری شعبوں میں منافع کے امکانات کس قدر ہیں۔ اور پھر اس مسئلہ میں رہنمائی ملتی ہے کہ آئندہ سرمایہ کس کاروبار یا شعبہ میں لگایا جائے۔ گویا شاخ مارکیٹ کو پاکستان کے بازار سرمایہ میں ایک مرکزی اور بخوری حیثیت حاصل ہے۔

مختصر اس کی ملک کے شاخ ایکس چینج سے معیشت کو یہ فائدہ پہنچتے ہیں:

(i) اس سے ملک کے مشتر مالی ذرائع جمع (یعنی اکٹھے) ہو کر زیر استعمال آتے ہیں۔

(ii) سرمایہ کاری کو فروغ ملتا ہے۔

(iii) نجی شعبے میں ترقیاتی عمل کو تقویت ملتی ہے۔

(iv) جدید سرمایہ کاری کی حیثیت سے ملکی معیشت کے سرمایاتی ذخائر میں اضافہ کرتا ہے۔

(v) حصہ داروں اور سرمایہ کاروں کو کاروباری معلومات کے تبادلہ کا بہترین ذریعہ ہے۔

(vi) قومی بچتوں کا رخ سرمایہ کاری کی طرف موڑتا ہے۔

(vii) کسی ملک کی معاشی اور کاروباری کیفیت کا اندازہ شاخ ایکس چینج مارکیٹ سے لگایا جاتا ہے۔

اس وقت ملک میں تین شاخ ایکس چینج ہیں: ایک کراچی میں (KSE) جو ستمبر 1947 میں قائم کیا گیا، دوسرا لاہور میں (LSE) جو 1971ء میں قائم ہوا اور تیسرا اسلام آباد میں (ISE) جو اگست 1992ء میں قائم ہوا۔

بازار سرمایہ کی ترقی کے لئے حکومتی اقدامات:

مختلف شاخ ایکس چینج کی ترقی و استحکام کے لئے بعض نئے ادارے قائم کئے گئے ہیں مثلاً: کارپوریٹ برڈرنگ ہاؤسز (یعنی دلالی دفاتر)، سرمایہ کاری کی مشاورتی کمپنیاں (Investment Advisory Companies) اور سرمایہ کاری کمپنیاں وغیرہ۔ چنانچہ کراچی شاخ ایکس چینج (KSE) میں اس وقت 49 دلالی دفاتر قائم کر رہے ہیں۔ اور 58 سرمایہ کاری کے مشیروں کو لائسنس دیئے گئے ہیں۔ اس وقت کراچی شاخ ایکس چینج کی فہرست میں 661 کمپنیاں درج (Listed) ہیں جن کے حصص کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لاہور شاخ ایکس چینج کے ساتھ 524 کمپنیاں منسلک ہیں اور اسلام آباد شاخ ایکس چینج کے ساتھ 239 کمپنیاں۔

حکومت نے سکیورٹیز اینڈ ایکس چینج کمیشن (Securities and Exchange Commission) قائم کیا ہے جس کے اہم مقاصد حسب ذیل ہیں:

ملک میں بازار سرمایہ کے تمام پہلوؤں اور معاملات کی تعمیر۔ مسلسل فروغ پاتے ہوئے کاروبار میں باقاعدگی پیدا کرنا۔ کلیئرنگ ہاؤسز، دلالوں اور تاجروں کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنا۔ اجتماعی و مشترکہ سرمایہ کاری کی سہولتوں میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے ضوابط بنانا۔ دھوکہ دہریہ برقی کاروبار کی سرگرمیوں کا خاتمہ کرنا۔ فرسودہ قواعد و ضوابط کی اصلاح کے لئے تجاویز پیش کرنا۔ سرمائے کی منڈی کی منظم طریقے سے ترویج و ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا۔

سرکاری ادارہ "قومی بچتوں کا مرکزی ڈائریکٹوریٹ" (Central Directorate of National Savings):

لوگوں کو سرکاری کفالتیں (Government Securities) فروخت کر کے ان کی رقم امانتوں کی شکل میں وصول کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں اس نے 368 بچت کے مراکز قائم کئے ہیں۔ یہ سرکاری کفالتیں ان شکلوں میں موجود ہیں:

ایکس سیونگ سرٹیفکیٹس، ریگولر اکم سرٹیفکیٹس، ہیوڈ سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈ، ہینڈز اینڈ ڈیفنڈ اکاؤنٹ وغیرہ۔

ای کامرس (E-Commerce):

ای کامرس سے مراد ہے الیکٹرانک کامرس (Electronic Commerce)۔ اسے مختصر آئی کامرس (E Commerce) یا ای سی (EC) بھی کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے لئے یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے: تجارت بذریعہ برقی آلات یا برقیاتی تجارت۔ اس کا مطلب ہے: اشیاء و خدمات (Goods & Services) کو برقی آلات کے ذریعہ خریدنا، بیچنا، گاؤں تک مال پہنچانا اور رقم کی وصول یا ادائیگی کرنا۔ برقی آلات کے نظام میں انٹرنیٹ (internet) اور کمپیوٹر کے نیٹ ورک (Computer Network) وغیرہ شامل ہیں۔

بالفاظ دیگر ای کامرس سے مراد ہے تجارت اور کاروبار میں جدید اطلاعی ٹیکنالوجی (Information Technology: IT) کو بروئے کار لانا اور اس سے فائدہ اٹھانا۔ غرض ای کامرس میں یہ امور شامل ہیں: (i) رقم کی منتقلی اور ترسیل (Transfer) بذریعہ برقی آلات۔ (ii) برقیاتی مارکیٹنگ (iii) آن لائن خرید و فروخت۔ (iv) کاروباری معلومات کا تبادلہ بذریعہ برقی آلات۔ (v) خود کار مشینوں (Automated) کا نظام۔ (vi) تجارت کے بارے میں اطلاعات کی فراہمی کا خود کار برقیاتی نظام۔

مختصر آئی کامرس میں برقیاتی خبر رسائی کی ٹیکنالوجی یعنی آئی ٹی (Information Technology) استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً انٹرنیٹ (Internet)، ایکسٹرنیٹ (Extranet)، ای میل (E-Mail)، برقیاتی کتب (E-books)، موبائل فون اور دیگر کمپیوٹر نیٹ ورکس (Networks) وغیرہ۔

دو جدید شعبے ای کامرس کے لئے زیادہ مناسب اصطلاح ویب کامرس (Web Commerce) قائم کی گئی ہے۔ یعنی اشیاء و خدمات کی عالمی سطح کے جال (World Wide Web: www) کے ذریعہ خرید و فروخت، برقی آلات کے ذریعہ ادائیگی اور وصولی۔ نیز کریڈٹ کارڈ (Credit Card) وغیرہ کا استعمال۔ 1994ء تک ویب (Web) کا استعمال بہت مقبول ہو گیا اور 2000ء تک امریکہ اور مغربی یورپ میں بیشتر کاروباری اداروں نے اپنے ویب سائٹس (Web Sites) قائم کر لئے تھے۔ 2005ء تک ای کامرس شمالی امریکہ، مغربی یورپ اور مشرقی ایشیا کے چند ممالک، مثلاً جنوبی کوریا وغیرہ میں بہت مقبول ہو گئی، لیکن تیسری دنیا (Third World) کے پسماندہ اور زیر ترقی ممالک میں ابھی رائج نہیں ہو سکی۔ تاہم آہستہ آہستہ یہاں بھی متعارف ہو رہی ہے۔ 2005ء تک پوری دنیا میں برقی کاروبار (یعنی ای کامرس) کے حجم کی مالیت بارہ ارب (Billion) ڈالر سے زائد تھی۔

افراط زر (Inflation)

گذشتہ اوراق میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زر کی مقدار بڑھ جانے سے زر کی قدر (Value Money) کم ہو جاتی ہے، اور زر کی مقدار کم ہو جانے سے زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ زر کی مقدار کے علاوہ بعض دیگر اسباب بھی زر کی قدر کو متاثر کرتے ہیں۔ ان دو مختلف معاشی حالتوں کو 'افراط زر' (Inflation) اور 'تقریب زر' (Deflation) کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس باب میں ہم افراط زر، اس کے اسباب، نتائج اور علاج پر بحث کرتے ہیں۔

افراط زر (Inflation) کی تعریف (Definition):

افراط زر سے مراد ہے:

"قیمتوں میں اضافہ، جو اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب روپیہ کا استعمال اور مصرف بڑھ رہا ہو، لیکن اشیاء کی پیداوار (Output) میں متناسب اضافہ (Proportionate Increase) نہ ہو۔"

بالفاظ دیگر اس سے مراد ہے کہ معاشی صورت حال ہے جب روپیہ کی قدر کم ہو رہی ہو اور قیمتیں چڑھ رہی ہوں۔ یہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اشیاء کی طلب اور رسد کا توازن بگڑ جائے یعنی طلب زیادہ ہو، لیکن رسد کم۔ ایک ماہر معاشیات نے بڑے خوبصورت انداز میں کہا ہے کہ:

"جب تھوڑی چیزوں کے پیچھے زیادہ روپیہ بھاگے تو سمجھیے کہ افراط زر رونما ہو چکا ہے۔"

افراط زر کے نتائج (Consequences of Inflation):

افراط زر کے درج ذیل خفناک نتائج برآمد ہوتے ہیں:

- قیمتیں مسلسل چڑھتی جاتی ہیں، (ii) مقدار زر اور مقدار اشیاء کی دوڑ میں پیداوار پیچھے رہ جاتی ہے، (iii) قیمتیں اور اجرتیں ایک دوسرے کا تعاقب کرتی ہیں، یعنی ایک دوسرے کی وجہ سے بڑھتی جاتی ہیں۔ (iv) ذخیرہ اندوزی (Hoarding)، چور بازاری (Black Marketing)، پرائس کنٹرول راہبست سسٹم کا رواج ہونے لگتا ہے۔ (vi) مالی اثاثوں اور سرمایہ کاری پر شرح سود منافع کم ہو جاتی ہے جس کے باعث بچتوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ (vii) لوگوں کے اندر غیر زری اثاثے (Non-Monetary Assets) مثلاً زمینیں، عمارتیں، جائیداد وغیرہ جمع کرنے کا میلان بڑھ جاتا ہے اور سرمایہ کاری کا رجحان ماند پڑ جاتا ہے۔ (viii) مختلف اشیاء کی قیمتوں کی باہمی نسبت غیر واضح ہو جانے سے پیداواری وسائل اور مدخل (Input) کی تخصیص (Allocation) میں گڑبڑ ہو جاتی ہے جس سے معاشی نشوونما (Growth) کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ (ix) افراط زر کے باعث بین الاقوامی منڈیوں میں مقابلاتی قوت گھٹ جاتی ہے، ملکی کرنسی کی شرح مبادلہ (Exchange Rate) غیر موافق ہو جاتی ہے۔ اور بیرونی ادائیگیوں کا توازن (Balance of Payments) بگڑ جاتا ہے۔ (x) غریب اور معینہ آمدنی والا طبقہ بُری طرح متاثر ہوتا ہے کیونکہ ان کی آمدنی کا بیشتر حصہ اشیاء غوراک پر صرف ہو جاتا ہے۔

افراط زر کی شرح (Rate of Inflation):

افراط زر کی شرح یوں بیان کی جاتی ہے:

"افراط زر کی شرح سے مراد ہے ایک خاص عرصہ کے دوران وہ فی صد شرح جس پر قیمتیں بڑھتی جا رہی ہوں۔"

"The inflation rate is the percentage rate per period that prices are increasing."

(S. Fischer)

افراط زر کی شرح یا قیمتوں میں اضافہ کی شرح تاپنے کا طریقہ یہ ہے: ایک خاص سال کے دوران قیمتوں میں فی صد تبدیلی معلوم کرنا، مثلاً 2010ء اور 2011ء کے دوران افراط زر کی شرح تاپنے کے لئے ذیل فارمولا استعمال کیا جائے گا:

2012ء میں افراط زر = $\frac{\text{CPI in 2012} - \text{CPI in 2011}}{\text{CPI in 2011}} \times 100$ فیصد

2011ء میں صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ = $\frac{\text{CPI in 2012} - \text{CPI in 2011}}{\text{CPI in 2011}} \times 100$ (بائیں طرف سے پڑھیں)

150 اور 2011ء میں 165 ہو، تو افراط زر کی شرح یہ ہوگی: (بائیں سے دائیں پڑھیں)

$$\frac{165 - 150}{150} \times 100\% = \frac{15}{150} \times 100\% = 10\%$$

گویا افراط زر کی شرح 10 فیصد ہے۔ یعنی قیمتوں میں دس فیصد اضافہ ہوا ہے۔

افراط زر کے اسباب (Causes of Inflation):

افراط زر کے بڑے بڑے اسباب درج ذیل ہیں:

(1) طلب کے مقابلہ میں رسد میں کمی:

افراط زر کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اشیاء و خدمات کی رسد ان کی طلب کے مقابلہ میں کم ہو جاتی ہے یا رسد کے مقابلے میں طلب بڑھ جاتی ہے۔ گویا جس نسبت سے ملک میں چیزوں کی مانگ اور ضرورت بڑھتی ہے، اسی نسبت سے چیزوں کی پیداوار نہیں بڑھتی، جس کے باعث قیمتوں کا معیار بلند ہو جاتا ہے۔

(2) پیداوار میں کمی:

بعض اوقات مختلف اسباب کی بنا پر ملک میں اشیاء کی پیداوار اور رسد کم ہو جاتی ہے۔ مثلاً سلاب، بڑا، باری، خشک سالی اور جاتی امراض کے باعث زرعی پیداوار گر جاتی ہے، اور زرعی خام مال کی قلت کے باعث صنعتی پیداوار بھی کم ہو جاتی ہے۔ نیز ذخیرہ اندوزی، سنگٹنگ اور "درآمدات میں کمی" کے باعث بھی رسد گھٹ جاتی ہے۔

(3) مصارف پیداوار میں اضافہ (Increase in Cost of Production):

بعض اوقات اشیاء پیدا کرنے کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں اس لئے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مصارف پیداوار بڑھ جانے کے اسباب مختلف ہیں۔ مثلاً ٹیکسوں میں اضافہ، روپے کی قدر کا گر جانا، اجرتوں میں اضافہ، شرح سود میں اضافہ، خام مال کا مہنگا ہو جانا اور مطلوبہ درآمدات کا کم ہو جانا وغیرہ۔

(4) ترقیاتی منصوبوں (Development Plans) پر خرچ:

کم ترقی یافتہ ممالک (Less Developed Countries: LDC) میں، افراط زر اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ترقیاتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔ لیکن مطلوبہ مقدار میں پس انداز نہیں کر سکتے۔ اس لئے خسارے کی سرمایہ کاری (Deficit Financing) کے ذریعہ (یعنی ملک کے مرکزی بینک سے قرضہ لے کر اور مزید نوٹ چھاپ کر) ان منصوبوں کے لئے مالیات فراہم کئے جاتے ہیں۔ جو انجام کار افراط زر کا باعث بنتے ہیں۔

(5) زر کی مقدار میں اضافہ (Quantity of Money):

افراط زر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے زیادہ کرنسی جاری کر دیتی ہے اور مختلف بینک بھی تاجروں کو زیادہ قرضہ جاری کر دیتے ہیں، اس لئے زر کی مجموعی مقدار بڑھ جاتی ہے اور چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔

(6) آبادی میں اضافہ (Increase in Population):

افراط زر کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ملک کی آبادی بڑھ جانے سے اشیاء و خدمات کی مانگ میں مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے مگر اشیاء صرف کی پیداوار اسی نسبت سے نہیں بڑھتی لہذا ان کی قلت کے باعث قیمتوں کا معیار بلند ہو جاتا ہے۔ اور ان کے ساتھ اشیاء سرمایہ (Capital Goods) یعنی مشینوں وغیرہ کی قیمتیں بھی بڑھتی جاتی ہیں اور یوں پوری معیشت مہنگائی کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔

افراط زر کا اصل سبب یہ ہے کہ اشیاء کی طلب، رسد سے بڑھ جاتی ہے یا اشیاء کی رسد، طلب سے کم ہو جاتی ہے۔

رسد کم ہونے کی عمومی وجوہات درج ذیل ہیں:

☆ حاملین پیداوار کی قلت، مثلاً مستعد کارکن، کارگر، مہتری، تکنیک، تکنیشن، مطلوبہ خام مال اور باہت نامتوسین وغیرہ کی کمی۔

☆ اشیاء سرمایہ مشینوں، فاضل پرزوں اور دیگر ترقیاتی ساز سامان کی قلت۔

☆ زرمبادلہ کی قلت کو دور کرنے کے لئے ملکی اشیاء کی درآمد بڑھ جانے سے ملک کے اندر رسد میں کمی۔

☆ زرمبادلہ (Foreign Exchange) کی قلت کے باعث یا ملک کی نوزائیدہ صنعتوں (Infant Industries) کو بیرونی مقابلہ سے تحفظ دینا (Protection) دینے کی خاطر (یعنی غیر ملکی درآمدات پر بھاری ٹیکس لگانے کے باعث) ضروری اشیاء کی درآمد میں کمی۔

☆ ناسازگار موسم، مثلاً خشک سالی یا زائد بارشوں، سیلابوں، قدرتی آفتوں اور فطرتی بیماریوں کے باعث زرعی پیداوار میں کمی۔

ان کے علاوہ اشیاء کی طلب میں اضافہ (اور قیمتوں کے چڑھنے) کی یہ وجوہات ہوتی ہیں:

(الف) عام لوگوں کے صرفی اخراجات (Consumption Expenditure) میں اضافہ۔

(ب) سرمایہ کاری خرچ (Investment Expenditure) میں اضافہ۔

(ج) زر کی رسد میں اضافہ۔

(د) ٹیکسوں میں تخفیف کے باعث لوگوں کی قابل تصرف آمدنی (Disposable Income) میں اضافہ۔

(ه) ملکی برآمدات کے لئے بیرونی طلب میں اضافہ۔

(و) سرکاری ہلکاروں اور غیر سرکاری کارکنوں و ملازموں کے مطالبہ پر تنخواہوں اور اجرتوں میں اضافہ۔

افراط زر کی اقسام (Kinds of Inflation):

افراط زر کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں: اول، طلب میں اضافہ کے باعث یا "طلب کشیدہ افراط زر" (Demand Pull Inflation) اور دوم، مصارف میں اضافہ کے باعث یا "لاگت فشار افراط زر" (Cost Push Inflation)۔

طلب کشیدہ افراط زر سے مراد یہ ہے کہ اگر صارفین یا اجازین یا حکومت کی طلب برائے اشیاء و خدمات میں اضافہ ہو جائے جو اشیاء کی مقدار اور رسد سے بڑھ جائے تو قیمتوں میں اضافہ یعنی افراط زر رونما ہو جائے گا۔

لاگت فشار افراط زر سے یہ مراد ہے کہ اشیاء پیدا کرنے کے مصارف، خاص طور پر مزدوروں کی اجرتیں، بڑھ جائیں اور ان کے باعث قیمتیں چڑھ جائیں تو افراط زر کا آغاز ہو جائے گا۔

تاہم ماہرین نے تحقیق و جائزہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جن ملکوں میں نچلے درجہ کا افراط زر رائج ہو وہاں معاشی ترقی کا عمل مضبوط و مستحکم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جن ملکوں میں بلند شرح کا افراط زر یا تقریباً زرموجود ہو وہاں معاشی ترقی کی رفتار انتہائی سست ہوتی ہے۔ لہذا آہستہ آہستہ چڑھتی ہوئی قیمتیں صحت مند معاشی ترقی کے لئے بڑے سوزوں اور موافق حالات پیدا کرتی ہیں۔ چنانچہ تیز رو اور شدید افراط زر کو روکنا چاہیے۔

"A predictable and gently rising price level provides the best climate for healthy economic growth." (PAS)

افراط زر کا علاج (Remedies of Inflation):

افراط زر کا بہترین علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد بڑھائی جائے اور طلب کو کم کیا جائے، اس مقصد کے لئے درج ذیل اقدامات کئے

جاتے ہیں:

(الف) زراقتدانات (Monetary Measures):

1- مرکزی بینک کی شرح سود (Bank Rate) میں اضافہ:
ملک کا مرکزی بینک عام بینکوں کو جو قرضے دیتا ہے، اور عام تجارتی بینک بھی تجارتوں اور کارخانہ داروں کو جو قرضے دیتے ہیں ان پر سود کی شرح بڑھا دیتے ہیں، اس لئے کاروباری لوگ پہلے سے کم قرضہ لیتے ہیں اور روپے کی مجموعی مقدار کم جاتی ہے۔ نیز عام لوگ اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ بچانے لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی بچتوں کو قرضہ میں دے کر زیادہ شرح سود کما سکتے ہیں۔ اس طرح اشیاء کی طلب کچھ کم ہو جاتی ہے۔

2- قرضہ جاری کرنے کی استعداد گھٹا دینا:

مرکزی بینک، عام بینکوں کی قرضہ جاری کرنے کی استطاعت گھٹا دیتا ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں: ایک تو یہ کہ مرکزی بینک عام بینک عام بینکوں کے ہاتھ سرکاری کفالتیں فروخت کر دیتا ہے۔ اور ان کا نقد روپیہ مرکزی بینک کے پاس جمع ہو جاتا ہے، جس کے باعث وہ زیادہ قرضہ جاری نہیں کر سکتے۔ دوسرا یہ کہ وہ تمام بینکوں کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے پاس جمع شدہ امانتوں کا پہلے سے زیادہ حصہ نقد محفوظات (Cash Reserves) کے طور پر مرکزی بینک کے پاس جمع کر دلائیں (مرکزی بینک کے ان اقدامات پر مفصل بحث مرکزی بینک کے باب میں بیان کی گئی ہے)۔

3- کرنسی کی "قدر" میں اضافہ:

ملکی کرنسی کی قدر و قیمت غیر ملکی کرنسی کے مقابلہ میں بڑھا دی جاتی ہے تاکہ برآمدات کم ہو جائیں اور ملک کے اندر اشیاء کی رسد بڑھ جائے۔

(ب) مالیاتی اقدامات (Fiscal Measures):

افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لیے چند مالیاتی اقدامات بھی کئے جاتے ہیں جن کا تعلق حکومت کی آمدنی اور اخراجات سے ہوتا ہے۔ ان میں درج ذیل قابل ذکر ہیں:

4- سرکاری اخراجات میں تخفیف (Reduction in Public Expenditure):

حکومت اپنے سرکاری اخراجات میں کفایت کرتی ہے اور کم ضروری اخراجات ختم کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں اشیاء کی طلب میں کمی آ جاتی ہے۔

5- نجی اخراجات (Private Expenditure) میں تخفیف:

حکومت عام لوگوں کی آمدنیوں پر رجسٹرڈ ٹیکسوں کی شرح بڑھا دیتی ہے۔ بعض اوقات نئے ٹیکس عائد کر دیتی ہے، جس کے نتیجہ میں لوگوں کی قوت خرید (Purchasing Power) کم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی طلب گھٹا دیتے ہیں۔

6- بچتوں (Saving) کی حوصلہ افزائی:

مختلف طریقوں سے بچتوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے تاکہ لوگ اپنی آمدنی کا پہلے سے زیادہ حصہ پس انداز کریں اور اشیاء کی طلب کم ہو جائے۔ پاکستان میں بچتوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کئی سکیمیں جاری کی گئی ہیں، مثلاً ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ، نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ (یونٹ)، بچت کھاتے، پوسٹل لائف انشورنس اور انعامی بانڈ وغیرہ۔

(ج) غیر زری اقدامات (Non-Monetary Measures):

افراط زر کو کنٹرول کرنے کے لئے درج ذیل غیر زری اقدامات کئے جاتے ہیں:

7- برآمدات میں کمی:

ملک میں اشیاء کی رسد بڑھانے کے لئے ضروری اشیاء کی برآمدات کم کر دی جاتی ہیں، یوں قیمتوں کا معیار زیادہ بلند نہیں ہوتا۔

8- درآمدات میں اضافہ:

ملک میں جن اشیاء کی قلت ہوتی ہے ان کی درآمد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے پاکستان میں بعض سالوں میں گندم، چینی، خوردنی تیل اور دیگر اشیاء درآمد کر لی جاتی ہیں۔

9- قیمتوں کا انضباط (Price Control):

ضروری اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول نافذ کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو نہایت کم قیمت پر اشیاء مل سکیں۔

10- اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافہ:

افراط زر کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ اشیاء و خدمات کی رسد ان کی طلب سے کم ہو جاتی ہے۔ لہذا افراط زر کا بہترین علاج یہ ہے کہ ضروری چیزوں کی پیداوار بڑھائی جائے اور ترقیاتی منصوبے بنائے جائیں۔ چنانچہ زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں تک ضروری عوامل (Inputs) بھجوا دیئے جائیں، مثلاً بیج، کھاد، پانی، کپڑے، بارود وغیرہ، زرعی مشینری وغیرہ۔ صنعتی افراد زرعی کے لئے صنعتی خام مال، توانائی (Energy) اور بنکاری سہولیات وغیرہ مہیا کی جائیں۔

پاکستان میں افراط زر اور مہنگائی کا مسئلہ:

گذشتہ عرصہ کے دوران پاکستان میں اشیاء کی قیمتیں مسلسل چڑھتی گئی ہیں۔ جس کے باعث غریب اور مقررہ آمدنی حاصل کرنے والے لوگ سخت پریشان ہیں۔ کرنسی اور زر کی مقدار میں جتنا اضافہ ہوا ہے، اشیاء کی پیداوار میں اتنی اضافہ نہیں ہوا۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے ملتا ہے۔

زر کی مقدار گزشتہ 64 سالوں میں اوسطاً تیرہ فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھتی گئی ہے۔ جب کہ قومی پیداوار اوسطاً صرف پانچ فی صد سالانہ کے حساب سے زیادہ ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ملک میں افراط زر کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اگر قیمتوں کی سطح 1950-51ء میں 25 تھی تو وہ بلند ہو کر 1992-93ء میں 250 ہو گئی یعنی دس گنا۔ اور 2000-01ء میں چھٹی اشیاء سو روپے میں ملتی تھیں، اتنی 2010-11ء میں 242 روپے میں ملتی تھیں۔ افراط زر کی شرح 2002-03ء میں 3.1 فیصد تھی جو بڑھ کر 14.1 فیصد ہو گئی جبکہ جی۔ ڈی۔ پی کی شرح انفرانش صرف دو فیصد رہی۔ گویا افراط زر کے باعث ضروریات زندگی بہت مہنگی ہو گئی ہیں۔

پاکستان میں صارفین کا قیاسی اشاریہ (Consumer Price Index: CPI) معلوم کرنے کے لئے روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی 1375 اشیاء و خدمات کی قیمتوں کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ جن میں یہ قابل ذکر ہیں: غذائی اشیاء، شروہات، کرایہ، کپڑے، جوتے، ایندھن، روشنی، صفائی، دھلائی، صابن، نقل و حمل، مواصلات، تعلیم، تفریح، فرنیچر، گھریلو ساز و سامان اور ادویات وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایک حساس قیاسی اشاریہ (Sensitive Price Indicator: SPI) بھی تیار کیا جاتا ہے جو کم آمدنی والے طبقہ کے استعمال میں آنے والی 153 اشیاء کی قیمتوں کے حوالے سے مرتب کیا جاتا ہے۔ اس میں وہ گھرانے شامل کئے جاتے ہیں جن کی ماہانہ آمدنی تین ہزار تا بارہ ہزار روپے ہے۔

(Consequences of Inflation):

افراط زر کے باعث کئی ناگوار نتائج پیدا ہوئے ہیں، مثلاً

(1) خوراک کا پست معیار:

مہنگائی کے باعث عوام کی خوراک کا معیار پست ہو گیا ہے۔ وہ قوت بخش غذائیں مثلاً گوشت، مچھلی، انڈے، دودھ، بکھن اور پھل کھانے سے محروم ہو گئے ہیں، جس سے وہ جسمانی طور پر کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔

(2) تعلیم سے محرومی (Deprivation):

گرائی کے باعث غریب عوام اپنے بچوں کو تعلیم بھی نہیں دلا سکتے۔ اس طرح جہالت اور بے علمی کے باعث ان کی ذہنی صلاحیتیں بروئے کار نہیں لائی جاسکتی گی اور ان کی پیدواری استعداد پست رہے گی۔ نیز وہ بیماری کے علاج کی توفیق بھی نہیں رکھتے۔

(3) معاشرتی جرائم (Crimes) میں اضافہ:

غربت اور تنگ دستی کے باعث کچھ حد تک معاشرتی جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے۔ پاکستان میں چوری، ڈاکہ زنی، قتل، رشوت ستانی، نقل و عمارت، بکرو فریب، بے ایمانی، ادا پاش پن، آوارگی، اغوا برائے تاوان اور بد معاشی کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ بڑے شہروں میں سڑک کراں بہت بڑھ گئے ہیں۔

(4) تقسیم دولت میں بے اعتدالی (Unevenness):

افراط زر کے باعث تقسیم دولت میں مزید بے اعتدالی پیدا ہو گئی ہے۔ یعنی مہنگائی کے باعث غریب طبقہ غریب تر ہو گیا ہے، اور امیر طبقہ امیر تر۔ کیونکہ بڑے بڑے تاجروں، کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کے منافع کی شرح بلند ہو گئی ہے اور وہ دھیر دھیر دولت سمیٹ رہے ہیں۔ کیونکہ افراط زر ایک تخریبی ٹیکس (Regressive Tax) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یعنی امیروں کی بجائے غریبوں پر زیادہ بوجھ پڑتا ہے۔

(5) معاشی و صنعتی بد امنی:

افراط زر کے باعث اداروں، کارخانوں اور دفاتروں میں ملازمت پیدہ لوگ اپنی اجرتوں اور تنخواہوں میں اضافہ کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی مہنگائی کے باعث لوگوں میں بے چینی بڑھ جاتی ہے جو بد امنی کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔

(6) ادائیگیوں کے توازن (Balance of Payments) میں خسارہ:

افراط زر کے باعث ہماری برآمد ہونے والی اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں، اس لیے ان کی برآمد گھٹ جانے کا خطرہ ہے۔ دوسری جانب 2011ء کے دوران درآمدات میں 38 فیصد اضافہ ہو گیا۔ اور یوں "بیرونی ادائیگیوں کے توازن" میں خسارہ پیدا ہو گیا ہے۔

(7) بیرونی قرضہ کے بوجھ میں اضافہ:

افراط زر کے باعث پاکستان کے اندرونی اور بیرونی قرضوں کی مقدار اور بوجھ میں اضافہ ہو گیا ہے جس پر حکومت کو زیادہ سود (Debt Services) کی ادائیگی کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ مارچ 2010ء میں پاکستان پر 54 بلین (ارب) 98 کروڑ ڈالر کا بیرونی قرضہ تھا جس پر حکومت نے اس سال تین (53) کروڑ ڈالر سود ادا کیا۔

(8) بے روزگاری میں اضافہ:

افراط زر کے باعث زرعی اور صنعتی خام مال مہنگا ہو جاتا ہے جس سے کارخانہ داروں کے مصارف پیداوار (Costs of Production) بڑھ جاتے ہیں، چنانچہ بعض کارخانہ دار مجبوراً ذہنی طور پر اشیاء کی پیداوار کم کر دیتے ہیں یا کارخانہ بند کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ایک طرف بے روزگاری بڑھتی ہے اور دوسری طرف اشیاء کی رسد کم ہو جاتی ہے۔

(Causes of Inflation):

پاکستان میں افراط زر کی وجوہات (Causes of Inflation):

افراط زر اور قیمتوں میں اضافہ کے اسباب حسب ذیل ہیں:

(1) مقدار زر میں اضافہ (حوصلہ خسارہ یا خسارے کی سرمایہ کاری) (Deficit Financing):

پاکستان میں افراط زر کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ حکومت ملک کے ترقیاتی منصوبوں کو مالی جامہ پہنانے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مقدار زر میں اضافہ کرتی رہی ہے، اور سٹیٹ بینک سے قرضہ لیتی رہی ہے۔ چنانچہ زیر گردش کرنسی کی مقدار مسلسل بڑھتی چلی ہے۔ مثلاً جون 2004ء میں زیر گردش کرنسی کی مقدار پانچ کھرب 78 ارب گیارہ کروڑ روپے تھی جو بڑھ کر مارچ 2011ء چھ کھرب 19 ارب 99 کروڑ روپے ہو گئی یعنی سات سالوں میں پونے تین گنا۔ نیچے منصوبے (یعنی 1983ء تا 1988ء) کے عرصہ میں ترقیاتی پروگرام پر 225 بلین روپے خرچ کئے گئے۔ اس میں 43 بلین روپے (یعنی انیس فی صد رقم) ملک کے بنگاری نظام سے قرض لئے گئے جو حوصلہ خسارہ کی شکل میں افراط زر کا باعث ہے۔ اسی طرح ساتویں اور آٹھویں منصوبے کی مدت اور پھر 2010-11ء کے دوران بھی خسارے کی سرمایہ کاری کے باعث مقدار زر بڑھ گئی۔

(2) سرکاری شعبہ کے اخراجات میں اضافہ:

حکومت پاکستان اپنا پاشی اور بجلی کے منصوبوں، مواصلات اور نقل و حمل کی ترقی اور تلافی عامہ کے کاموں پر روپیہ خرچ کر رہی ہے، جس کے باعث ملک کے مجموعی صرف دولت میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن پیداوار میں اضافہ اس وقت ہو گا جب یہ تمام منصوبے مکمل ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے بھی افراط زر ہوتا گیا ہے۔

(3) پیداوار میں کمی:

افراط زر کا ایک اہم سبب یہ ہوتا ہے کہ ملک میں زرعی اور صنعتی اشیاء کی پیداوار ضرورت سے کم ہو جاتی ہے اور قیمتوں کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں زرعی پیداوار حسب ضرورت نہیں بڑھ سکی جس کے بڑے بڑے اسباب یہ ہیں:

ناقص زرعی نظام، بڑی بڑی زمیندار یوں اور جاگیردار یوں کے باعث زمین کا چندہ اچھوں میں اور کٹاز، مزارعین کا استحصال، کسانوں کے پاس سرمائے، بیجوں اور کھاد کی قلت، زمین کی سیم اور حقور سے تباہی، آبپاشی کی سہولتوں کی کمی، وہ قحطیوں کی جہالت و پس ماندگی، بجھتی پاؤں کے فرسودہ طریقے، جامع زرعی منصوبہ بندی کی عدم موجودگی اور بعض سالوں میں سیلاب یا خشک سالی کے حالات۔

پاکستان میں صنعتی پیداوار بھی حسب ضرورت نہیں بڑھ سکی جس کے اسباب یہ ہیں:

غیر یقینی معاشی پالیسی، سرمایہ داروں کو عدم تحفظ کا احساس، مقابلہ کے عنصر کی عدم موجودگی، ناقص صنعتی منصوبہ بندی، زرمبادلہ کی قلت، تربیت یافتہ عملہ کی کمی، اعلیٰ صلاحیت کے تانٹوں کی قلت، صنعت کاروں کی مفاد پرستانہ پالیسی۔ 1995ء کے دوران (بے نظیر) حکومت اور (نواز شریف) اپوزیشن میں زبردست کشمکش اور محاذ آرائی کے باعث معاشی حالات بے حد بگڑ گئے۔ چار ہزار کارخانے بند ہو گئے اور پیداوار کم ہو گئی۔ مئی 2000ء میں معیشت کی دستاویز بندی کی مہم کے دوران تاجروں کی مزاحمت۔ 1998ء تا 2005ء معاشی منصوبہ بندی میں قفل اور وقفہ ہمسایہ ملک افغانستان کی امریکہ کے ہاتھوں تباہی کے اثرات، 9 مارچ 2007ء میں چیف جسٹس کی برطرفی کے خلاف شدید احتجاجات اور 27 دسمبر 2007ء کو سابق وزیراعظم نے نظریہ بھٹو کے قتل کے باعث ہنگامے پھوٹ پڑے۔ اندرون ملک بد امنی مختلف ملکی مسائل پر سیاسی جماعتوں کے احتجاجات، غیر یقینی اقتصادی و کاروباری حالات کے باعث سرمائے کا ملک سے فرار (Flight of Capital) اور معاشی بحران کے سبب معیشت کی سست روی۔ "امریکہ۔ افغان" جنگ کے باعث پاکستانی معیشت کو بارہ ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔ 2008ء تا 2011ء کے دوران افغان۔ پاکستان سرحد پر امریکی حملوں کے باعث حالات مزید خراب ہو گئے۔ سوات، ملاکنڈ اور وزیرستان کے علاقوں میں دہشت گردوں اور طالبان کے خلاف جنگ کے باعث شدید بد امنی اور آگست 2010ء اور 2011ء میں تباہ کن سیلاب طوفانی بارشوں کی وجہ سے معیشت بُری طرح متاثر ہوئی۔

(4) روپے کی قدر میں کمی:

مئی 1972ء میں حکومت پاکستان نے روپے کی بیرونی قدر میں کمی کر دی، اور 4.74 روپے فی ڈالر سے کم کر کے 11 روپے فی ڈالر مقرر کر دی۔ اس طرح جب بیرون ملک سے درآمد ہونے والی اشیاء کی قیمتوں میں انتہائی اضافہ ہو گیا تو ملک کے اندر تیار ہونے والی چیزوں کی قیمتیں بھی چڑھ گئیں۔ بے نظیر ذریعہ حکومت 1993ء تا 1996ء میں روپے کی قدر بار بار کم کی گئی 2011ء میں پاکستانی روپے کی بیرونی قدر مزید کم کر کے 89 روپے فی ڈالر ہو گئی تھی۔ یعنی 39 سال کے بعد ایک روپے صرف پانچ پیسے کے برابر رہ گیا۔

(5) پٹرول کی قیمت میں اضافہ:

افراط زر کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر تیل کی قیمت میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔ اب ہر معیشت میں اس کی زبردستی اور صنعتی پیداوار یا قیمتوں کے معیار کے ساتھ ساتھ وہاں تیل کی پیداوار اور قیمت کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ کیونکہ زرعی مشینیں، صنعتی مشینیں اور گاڑیاں وغیرہ اسی صورت میں حرکت پذیر ہو سکتی ہیں، جب انہیں تیل کی سپلائی ملتی رہے۔ چونکہ پاکستان کو اپنی ضرورت کا بیشتر تیل، غیر ممالک سے درآمد کرنا پڑتا ہے اس لئے تیل کی قیمت میں اضافہ سے ہر چیز کی قیمت متاثر ہوتی ہے اور پاکستان میں مہنگائی بڑھ گئی ہے۔

(6) آبادی میں اضافہ:

ماہرین کے رائے کے مطابق پاکستان میں مہنگائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں آبادی کی شرح افزائش کافی بلند ہے، اور ہر سال تقریباً پچیس لاکھ نفوس کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جن کے لیے خوراک، کپڑے، رہائش اور طبی سہولتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ غرض اشیاء و خدمات کی طلب بڑھتی جاتی ہے اور قیمتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

(7) منافع خوری:

پاکستانی صنعت کار اور سپورٹراپے منافع کی شرح بہت بلند رکھتے ہیں۔ چونکہ ہماری معیشت میں مکمل مقابلہ موجود نہیں ہے، بلکہ تقریباً ہر شعبہ میں مقابلہ غیر مکمل اور اجارہ دارانہ ہے۔ اس لئے منافع کی بلند شرح کے باعث قیمتوں کا رجحان مستحکم طور پر بلند رہتا ہے۔

(8) غیر مساوی تقسیم دولت:

مہنگائی کا ایک سبب غیر مساوی تقسیم دولت کا نظام ہے۔ قومی دولت کے بیشتر حصہ پر ملک کے چند زمیندار، تاجروں اور صنعت کار قبضہ جمائے بیٹھے ہیں، وہ اپنی دولت کو فضول خرچی، اسراف اور فحشیات میں اڑا دیتے ہیں اور یوں چیزیں مہنگی ہوتی جاتی ہیں۔

”1970ء میں ملک کی بیشتر صنعتی دولت 22 خاندانوں کی ملکیت میں تھی۔ 2003ء میں ان کی تعداد بڑھ کر 39 ہو گئی جو مجموعی طور پر کم از کم پندرہ کھرب روپے کے مالک ہیں۔ ان میں سے بیشتر نے بینکوں سے قرضے لے کر واپس بھی نہیں کیے لیکن 2003ء تا 2005ء کے دوران ان کے ذمہ واجب الادا روپوں روپے کے قرضے معاف کر دیے گئے جس کے بعد ”قومی احتساب کا محکمہ“ (NAB) میں ان

ارب پتی نا Henderson کے خلاف نا Henderson کی مقدمہ مات ختم کر دیے گئے“ (”ارب پتی خاندان“ صفحہ 252/272)۔ سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے اپنے دور حکومت کے آخر میں قومی مفاحمتی آرڈیننس (N.R.O) جاری کیا جس کی رو سے کئی سیاستدانوں اور لیڈروں کے ذمہ

دھاندلی اور کرپشن سے لوٹے ہوئے اربوں روپے معاف کر دیے گئے جبکہ دوسری طرف ملک کی کثیر آبادی بے پناہ غربت میں غرق ہے۔

(9) درآمدات کی قیمتوں میں اضافہ:

پاکستان کی بڑی بڑی درآمدات (مثلاً گندم، دودھ برائے شیر خواران، خوردنی تیل، کھادیں، مشینری، چینی، زرعی ٹریکٹر اور سامان موصلات وغیرہ) کی ”ایکائی کی قدر“ (Unit Value) (پاکستان کی برآمدات کی قیمتوں کے اوسط معیار سے) بڑھ گئی ہے۔ اس لئے چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں۔

(10) غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ:

افراط زر کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ حکومت کے انتظامی، غیر ترقیاتی اور غیر پیداواری اخراجات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ سرکاری افسران اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں بہت زیادہ سہولتیں اور آسائشیں حاصل کر کے سرکاری خزانے پر بے جا بار ڈالتے ہیں۔ مثلاً پاکستان میں ایوان صدر کا سالانہ خرچ ایک ارب لاکھ روپے ہے جو روزانہ سٹاکس لاکھ روپے بنتا ہے۔ وزیراعظم ہاؤس کا سالانہ خرچ ایک ارب روپے اور وزیراعظم کے دفتر کا خرچ ایک ارب ستر لاکھ روپے ہے۔ (روزنامہ جنگ 1-5-1998) گویا تین اداروں کا مجموعی خرچ تین ارب ڈیڑھ کروڑ روپے سالانہ ہے۔ 2009ء میں وزیراعظم کیلانی کی وفاقی کابینہ اور مشیروں کی تعداد بڑھا کر 80 کر دی گئی۔ جس سے سرکاری خزانہ پر بوجھ مزید بڑھ گیا۔

(11) بدنامی اور لوٹ کھسوٹ:

سرکاری خزانے کی لوٹ کھسوٹ کے باعث وسائل ضائع ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پاکستان کے سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا ”کس قدر افسوس ہے کہ جس ملک میں غریب کو پینے کا صاف پانی، تعلیم اور علاج میسر نہیں، اس کا شمار دنیا کے تیسرے بڑے کرپٹ ملک کی حیثیت سے کیا جا رہا ہے۔ اس وقت پاکستان کے بااثر افراد کا تیس ارب ڈالر کا کالا دھن (Black Money) بیرون ملک جمع ہے۔ پاکستان کے غیر ترقیاتی بجٹ کا نوے فیصد وفاقی اخراجات اور قرضوں کی ادائیگی پر صرف ہو رہا ہے۔ بینکوں اور مالیاتی اداروں کی ایک سو ارب روپے سے زائد رقم بااثر افسران کے ذمہ واجب الادا ہے۔“ (3 دسمبر 1995ء) 2011ء میں پاکستان کے امیر کبیر سیاستدانوں کے 97 ارب ڈالر بیرون ملک بینکوں میں جمع تھے۔

(12) سودی معیشت کی نحوست:

پاکستان ایک مسلم ریاست ہے۔ اور اس کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ یہاں انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اسلامی نظریہ حیات کے مطابق استوار کیا جائے۔ سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، تجارتی، مالیاتی وغیرہ سارے امور و معاملات اسلامی تعلیمات کے عین مطابق سر انجام دیے جائیں۔ گویا دین اسلام مثلاً نافذ کر دیا جائے۔ لیکن آزاد خود مختار قوم کی حیثیت سے گزشتہ 64 سالہ عمر گزر جانے کے باوجود اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکا اور اسلامی اصول و قوانین اور قواعد و ضوابط کو اختیار نہیں کیا گیا، لہذا قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ پاکیزہ اور باعث خیر نظام حیات کی برکات سے محروم ہے۔ سب سے بڑی نحوست تو سود ہے جو ملکی معیشت میں پوری طرح سرایت کر چکا ہے۔ سود کو راج کرنا گویا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کرنا ہے (القرآن، سورہ بقرہ: 275) لہذا جب تک معیشت کو سود اور دیگر خلاف اسلام باتوں سے پاک نہیں کیا جاتا معاشی حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ ضرورت ہے کہ فوری طور پر قومی معیشت کو اسلامی نظام کے تابع کر دیا جائے جس کے بعد یہ انشاء اللہ ایک پاکیزہ، عادلانہ، خوشحال، استحصال سے پاک، فلاحی اور ترقی یافتہ معیشت بن جائے گی۔

مہنگائی اور افراط زر کا علاج (Remedy):

پاکستان میں موجود مہنگائی اور افراط زر کے باعث غریب عوام (خصوصاً مقررہ آمدنی والے) سخت پریشان ہیں، کیونکہ جس نسبت سے قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اسی نسبت سے ان کی تنخواہیں یا اجرتیں نہیں بڑھ سکیں، وہ اپنی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ مہنگائی ختم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے جائیں:

(1) بنیادی خرابیوں کا خاتمہ:

جن وجوہات کے باعث (جن کا گذشتہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے) مہنگائی پیدا ہوئی ہے سب سے پہلے انہیں دور کرنا چاہیے اور

سنگ، ذخیرہ اندوزی، منافع خوری، چور بازاری اور بددیانتی وغیرہ کا خاتمہ کرنا چاہیے۔

(2) پیداوار میں اضافہ:

مہنگائی کا اصل سبب یہ ہوتا ہے کہ اشیاء کی رسد، ان کی طلب کے مقابلے میں کم ہو جاتی ہے، یا زر کی مقدار اشیاء و خدمات کی پیداوار سے بڑھ جاتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اشیاء کی پیداوار بڑھائی جائے۔ اس غرض کے لئے زرعی، صنعتی، تجارتی اور موصلاتی شعبہ کی تمام کمزوریاں اور خامیاں دور کرنی چاہئیں، تاکہ زرعی فصلیں زیادہ ہوں، مصنوعات کی پیداوار بڑھے، تجارت چمک اٹھے اور چیزیں ملک کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں جلد از جلد پہنچ سکیں۔

(3) ضروریات زندگی کی درآمد:

جن اشیاء کو ملک میں قلت ہے انہیں درآمد کرنا چاہیے، تاکہ ان کی رسد بڑھ سکے۔ نیز ضروری اشیاء ملک سے برآمد نہ کی جائیں۔

(4) ٹیکسوں کے نظام کی اصلاح:

محصولات کا نظام درست ہونا چاہیے تاکہ ٹیکسوں کی چوری نہ ہو اور حکومت کی آمدنی اس قدر بڑھ جائے کہ نہ تو نئے ٹیکس عائد کرنے پڑیں اور نہ حکومت کو نئے نوٹ چھاپ کر کام چلانا پڑے کیونکہ نئے ٹیکسوں اور نئے نوٹوں سے گرائی بڑھ جاتی ہے۔

(5) ذرائع توانائی میں اضافہ:

ملک کے اندر توانائی یعنی بجلی اور پٹرول کے وسائل کو ترقی دینی چاہیے تاکہ تیل کے لئے بیرونی ممالک پر دار مدار لگنا نہ پڑے۔ کالا باغ ڈیم تعمیر کرنا چاہیے۔

(6) برآمدات میں اضافہ:

برآمد ہونے والی اشیاء کی مقدار زیادہ اور معیار بہتر بنانا چاہیے تاکہ زیادہ زر مبادلہ کمایا جاسکے۔

(7) اخلاقی حسد اور انصاف کا فروغ:

بددیانتی اور بدعنوانی ختم کر کے قوم کو چاہیے کہ اخلاق حسد اپنائے، نیز دولت کی تقسیم مساویانہ اور منصفانہ کرنی چاہیے۔

(8) زر مبادلہ کا حصول اور استعمال:

غیر ملکی قرضہ پر دار مدار لگنا چاہیے اور بیرون ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کی آمدنی، سامان قیش پر خرچ ہونے کے بجائے صنعتی ترقی اور سرمایہ کاری پر خرچ ہونی چاہیے۔

(9) زرعی آمدنی ٹیکس کا نفاذ:

محصولاتی آمدنی کم ہونے کی وجہ سے حکومت اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے خسارہ کی سرمایہ کاری (Deficit Financing) سے کام لیتی ہے، جس کے باعث افراط زر رونما ہوتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ اپنی محصولاتی آمدنی بڑھانے کے لئے جاگیرداروں اور زمینداروں کی آمدنی پر ٹیکس عائد کرے۔ کیونکہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہ آمدنیاں ٹیکس سے مستثنیٰ رہی ہیں۔ ماہرین کے اندازہ کے مطابق زرعی آمدنی پر ٹیکس سے سالانہ ایک کھرب روپے کی آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگانا پڑے گا، بلکہ موجودہ ناروا ٹیکسوں کو ختم کرنا بھی آسان ہوگا۔

اس سلسلہ میں یہ قدم بھی اٹھایا جاسکتا ہے کہ بڑی بڑی جاگیرداریاں اور "غائب باش زمینداریاں" (Absentee Landlordism) قانوناً ختم کر دی جائیں جیسا کہ بھارت نے کیا تھا۔ اس نے 1953ء میں تنفیخ زمینداری ایکٹ کے ذریعہ تمام زمینداریاں (ماسوائے خود کاشت یعنی صرف تیس ایکڑ اراضی کی) ختم کر دی تھیں اور ان کی ملکیت حکومت کے پاس آگئی۔ زمینداروں کو ان زمینوں کے عوض مالی

بائزر (Money Bonds) دیئے گئے جو آٹھ سال کی مدت میں بالاقساط واجب الادا تھے۔ اور یہ بازار سرمایہ میں قابل خرید و فروخت تھے۔ لیکن ہمارے ملک میں آزادی حاصل کے 64 سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود جاگیرداریاں اور بڑی غیر حاضر زمینداریاں ختم نہیں کی گئیں۔

پاکستان میں افراط زر کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کے اقدامات

افراط زر کو روکنے اور قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے لئے حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:

1- عود پین بچانے کی مہم:

زامداز ضرورت قوت خرید کو کم کرنے کے لئے حکومت نے ملک میں پس اندازی کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس میں انعامی بائزر، ڈپٹس ہیڈنگ سرٹیفکیٹ، پوسٹل لائف انشورنس سکیم، پینسل انشورنس سکیم، ٹرسٹ سکیم، پینسل ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ، خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ، پینسل سیونگ سرٹیفکیٹس، ماہانہ آمدنی اکاؤنٹس اور ریکورڈنگ سرٹیفکیٹس سکیم شامل ہیں۔ قومی بچتوں میں اضافہ سے اشیاء کی خریداری نرم پڑ جاتی ہے اور قیمتیں زیادہ نہیں بڑھتیں۔

2- زرعی اقدامات:

افراط زر اور مہنگائی پر قابو پانے کے لئے حکومت نے کئی زرعی اقدامات بھی کئے ہیں جن سے بار آور سرمایہ کاری بڑھے گی اور اشیاء کی دستیابی بہتر ہوگی۔

3- قیمت استحکامی بورڈ:

تمام صوبائی حکومتوں نے "قیمت استحکامی بورڈ" قائم کئے ہیں تاکہ روزمرہ ضروریات کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ پر نگاہ رکھیں۔

4- یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن:

1971ء میں ایک یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن (Utility Stores Corporation) قائم کی گئی جس نے 200 اشیائے صارفین کی بہم رسانی کے لئے اب تک مختلف مقامات پر 715 سٹور قائم کئے ہیں۔ ہسپتالوں کے نزدیک یوٹیلیٹی ڈرگ سٹور کھولے ہیں۔ دور افتادہ علاقوں کے لئے موبائل (غشتی) یوٹیلیٹی سٹور جاری کئے گئے ہیں۔ یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن (USC) اور ڈریڈ ٹیگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) براہ راست ضروری اشیاء درآمد کرتی ہیں۔ حکومت ان اداروں کو کثیر مقدار میں اعانتہ (Subsidy) ادا کرتی ہے۔

5- اشیائے خوراک میں خود کفالت:

خوراک میں خود کفیل ہونے کے لئے کئی اقدامات کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مثلاً بارانی زمینوں پر کاشت کاری، رعایتی شرحوں پر عمدہ بیجوں کی فراہمی، قرضہ پر کھادوں کی فروخت، کاشت کاروں کو قرضہ دینے کے مراحل کو آسان بنانا۔

6- متفرق اقدامات:

مختلف شہروں میں ضلعی انتظامیہ ہفتہ وار "اتوار بازار" قائم کرتی ہے جہاں عام ضرورت کی اشیاء کم قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں۔ نیز گندم، دالوں اور خوردنی تیل کی درآدمیں اضافہ اور بعض ضروری اشیاء کی رسد بڑھانے کے لئے درآمد پڑیوں کی کم کردی گئی ہے۔

7- سرکاری اداروں کا قیام:

قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے لئے حکومت نے درج ذیل ادارے قائم کئے ہیں:

1- کامیڈی اقتصادی رابطہ کمیٹی (Economic Coordination Committee): یہ کمیٹی اپنے پندرہ روزہ اجلاس میں ضروری

- اشیاء کی قیمتوں اور رسد پر لگاؤ رکھتی ہے اور رسد بڑھانے نیز قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے اقدامات کرتی ہے۔
- 2- منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی سربراہی میں باورچی خانہ کی ضرورت کی اشیاء کے لئے سیکرٹریوں پر مشتمل ایک خصوصی اعلیٰ سطح کی کمیٹی (Committee on Kitchen Items) جس کا نیا نام "حساس اشیاء کی قیمت کمیٹی" (Sensitive Items Price Committee : SIPC) ہے قائم کی گئی ہے، جو ہر پختہ ضروری اشیاء کی قیمتوں کا جائزہ لیتی ہے اور ملک میں اشیاء کی رسد بڑھانے کے لئے فوری درآمد کرنے اور درآمد پر ڈیوٹی کی شرح میں ردوبدل کرنے کے لئے اقدامات تجویز کرتی ہے۔
- 3- حکومت نے ایک ماہرین کمیٹی (Expert Committee) قائم کی ہے جو افراط زر کی وجوہات پر غور کرتی ہے اور اسے کنٹرول کرنے کے لئے اقدامات تجویز کرتی ہے۔



ماڈل پرچہ سوالات

انشائیہ (Subjective) حصہ اول (Section I)

سوال نمبر 1- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

- 1- پاکستان کا بنکاری نظام کن اداروں پر مشتمل ہے؟
 - جواب: پاکستان کا نظام بینک کاری سٹیٹ بینک آف پاکستان کے تحت کام کر رہا ہے۔ اس میں دیگر تجارتی بینکوں کے ساتھ ساتھ زرعی و صنعتی ترقیاتی بینک بھی شامل ہیں۔
 - 2- پاکستان صنعتی ترقیاتی بینک کو نئے فرائض سرانجام دیتا ہے؟
 - جواب: یہ چھوٹی اور اوسط درجہ کی صنعتوں کو لمبی مدت اور اوسط مدت کیلئے قرضہ دیتا ہے نئی صنعتیں قائم کرنے کیلئے غیر ملکی کرنسی میں بھی مالیات فراہم کر سکتا ہے۔
 - 3- سٹیٹ بینک آف پاکستان کے کتنے شعبے ہیں؟
 - جواب: چار بڑے شعبے درج ذیل ہیں۔
 - (i) شعبہ اجراء
 - (ii) شعبہ بنکاری
 - (iii) شعبہ ایکس چینج پالیسی
 - (iv) شعبہ تحقیق
 - 4- افراط زر کی اقسام بتائیے۔
 - جواب: افراط زر کی دو اقسام ہو سکتی ہیں مثلاً
 - (i) طلب کشیدہ افراط زر
 - (ii) لاگت فشار افراط زر
 - 5- افراط زر کی شرح معلوم کرنے کا فارمولہ لکھیں؟
 - جواب:
- $$2015 \text{ میں افراط زر} = \frac{2015 \text{ میں صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ} - 2014 \text{ میں قیمتوں کا اشاریہ}}{2014 \text{ میں صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ}} \times 100$$
- 6- افراط زر کی تعریف کریں؟
 - جواب: جب مجموعی طلب مجموعی رسد سے زیادہ ہو تو قیمتوں میں اضافے کا رجحان پایا جاتا ہے جسے افراط زر کہا جاتا ہے۔
 - 7- بازار زر سے کیا مراد ہے؟
 - جواب: بازار زر سے مراد ایسے مالی ادارے ہیں جو تجارتی کاغذات کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں۔ مثلاً
 - (i) تجارتی بینک
 - (ii) سرکاری خزانے کی بینک
 - (iii) کفالتیں
 - (iv) مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے حصص
 - 8- تخفیف قدر زر سے کیا مراد ہے؟
 - جواب: جب حکومت برآمدات کو بڑھانے اور درآمدات کو کم کرنے کے لیے کرنسی کی بیرونی قدر میں کمی کر دے تو اسے تخفیف قدر زر کا نام دیا جاتا ہے۔
 - 9- سٹیٹ بینک آف پاکستان کب قائم ہوا اور اس کا مرکزی دفتر کہاں ہے؟

جواب: سٹیٹ بینک آف پاکستان یکم جولائی 1948ء کو قائم کیا گیا۔ اور اس کا مرکزی دفتر کراچی میں ہے۔

10۔ ذری پالیسی کیا ہوتی ہے؟

جواب: یہ پالیسی پالیسی ہوتی ہے جس کے ذریعے مرکزی بینک ذری مقدار کو کم یا زیادہ کر کے قیمتوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

11۔ اسے ایم کیا ہے؟

جواب: یہ ایسی خود کار مشین ہے جس کے ذریعے ہم جس وقت چاہیں بینک سے رقم نکلا سکتے ہیں۔ اسے ٹی ایم، Automated Teller Machine کا مخفف ہے۔

12۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے چار اہم فرائض بتائیں؟

جواب: (i) حکومت کا بینک (ii) معاشی استحکام

(iii) نوٹ جاری کرنے کا اجارہ دار (iv) بازار زر کا محافظ

13۔ ای کامرس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ای کامرس سے مراد ہے الیکٹرانک کامرس۔ اسے مختصری کامرس یا ای سی (EC) بھی کہتے ہیں۔ یہ انٹرنیٹ پر کاروبار کا جدید طریقہ ہے۔

16۔ طلب کے دباؤ اور لاگت فشار افراط میں فرق بتائیں؟

جواب: اگر طلب کے بڑھنے سے قیمتوں میں اضافہ ہو تو اسے طلب کے دباؤ کا افراط زر کہتے ہیں لیکن اگر قیمتوں میں اضافہ لاکھت پیدا ہو تو اسے طلب کے بڑھنے کی وجہ سے ہو تو اسے لاکھت نشاء کا افراط زر کہا جاتا ہے۔

حصہ دوم (Section II)

سوال نمبر 2۔ درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات تحریر کریں:

- (i) تجارتی بینک کے فرائض لکھیے۔ (ii) بینکوں کی اقسام بیان کیجئے۔ (iii) تجارتی بینک اعتباری ذریعہ کس طرح تخلیق کرتے ہیں؟ (میر پور آزاد کشمیر بورڈ 2009ء) (iv) افراط زر کے عمومی اسباب بیان کیجئے۔ (v) پاکستان میں افراط زر کے اسباب بیان کریں۔ (بہاولپور بورڈ 2011ء) (vi) پاکستان میں رائج افراط زر کا علاج بتائیے۔ اس ضمن میں حکومت نے کون کون سے اقدامات کئے ہیں؟ (vii) افراط زر کے اثرات تحریر کریں۔ (ملتان بورڈ 2009ء) (viii) نیشنل بینک آف پاکستان پر ایک نوٹ لکھیے۔ (ix) ذریعہ ترقیاتی بینک لینڈ (ZTBL) کے فرائض بیان کیجئے۔ (x) سٹیٹ بینک آف پاکستان کے فرائض بیان کیجئے۔ (میرپور آزاد کشمیر بورڈ 2011ء)

موضوعی (Objective)

سوال نمبر 3۔ ہر سوال کے ایک سے زیادہ جوابات دیے گئے ہیں۔ ان میں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

1۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان اس سال قائم ہوا:

(A) 1947ء (B) 1948ء ✓

(C) 1949ء (D) 1950ء

2۔ پاکستان میں کرنسی نوٹ جاری کرنے کا ارادہ:

(A) حکومت (B) نیشنل بینک

(C) سٹیٹ بینک ✓ (D) حبیب بینک

3۔ پاکستان کا کون سا بینک مرکزی بینک کا نمائندہ ہے؟

(A) زرعی ترقیاتی بینک (B) صنعتی ترقیاتی بینک

(C) نیشنل بینک آف پاکستان ✓ (D) مسلم کرشل بینک

4۔ پاکستان میں اس وقت بازار مبادلہ (Stock Exchange) کی تعداد ہے:

(A) ایک (B) دو

(C) تین ✓ (D) چار

5۔ زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (ZTBL) اس سال قائم ہوا:

(A) 1960ء (B) 1961ء ✓

(C) 1963ء (D) 1966ء

6۔ افراط زر سے مراد ہے:

(A) قیمتوں میں کمی (B) قیمتوں میں اضافہ ✓

(D) پیداوار میں اضافہ

7۔ افراط زر کا علاج ہے:

(A) شرح سود میں کمی (B) شرح سود میں اضافہ ✓

(C) شرح سود جوں کی توں

8۔ قبول خسارہ (Deficit Financing) سے مراد ہے:

(A) مرکزی بینک سے قرضہ لینا ✓ (B) ٹیکس بڑھا دینا

(C) شرح سود کم کر دینا

9۔ تشکیل سرمایہ سے مراد ہے:

(A) زراعت کو قرضہ دینا (B) ٹیکس کی شرح بڑھا دینا

(C) سرمایہ کاری میں اضافہ ✓

10۔ افراط زر سے کس میں اضافہ ہوتا ہے؟

(A) برآمدات

(B) بچتیں (C) سرمایہ کاری ✓

(D) زر کی قوت خرید

11۔ ای کامرس:

(A) الیکٹرونک کامرس ✓

(B) آن لائن کامرس (C) الیکٹرونک کامرس

(D) ایکسپورٹ کامرس

